# زندۂ جاوید قرآن



مؤلفہ
اختر احسن



اسلامی مشن سنت نگر لاہور

# زندۂ جاوید قرآن

مؤلفہ

اختر احسن

اسلامی مشن سنت نگر، لاہور

# فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تعارف

مسلمانوں کے لئے یہ امر واقعی باعث فخر و مباہات ہے کہ اللہ تعالےٰ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو کلام اللہ چودہ سو سال سے قبل نازل ہوا۔ وہ اب تک من وعن موجود ہے اور رہتی دنیا تک اسی طرح محفوظ رہے گا۔ دنیا کے کسی حصہ میں چلے جاؤ وہاں سے قرآن لے کر اس کا مطالعہ کرو تو ذرہ بھر بھی زبر زیر کا فرق نہ معلوم ہوگا اور نہ ہی ہو سکتا ہے کیونکہ اللہ تبارک تعالےٰ نے فرما دیا۔

"ہم نے اس قرآن کو اتارا ہے ہم ہی اس کی حفاظت بھی ضرور رکھیں گے"۔ (القرآن)

سابقہ مقدس کتب کا احوال سنیئے؟

تورات کی بنیاد وہ دو الواح تھیں جنہیں حضرت موسیٰؑ نے زمین پر پھینک دیا تھا اور وہ ریزہ ریزہ ہو گئیں۔ اس کے بہت عرصہ بعد حضرت سلیمانؑ نے کہا جاتا ہے کسی طرح تورات کی شریعت کو جمع کر کے ایک صندوق میں رکھوا دیا تھا۔ لیکن بخت نصر نے جب ہیکل سلیمانی کو جلا ڈالا تو لازماً یہ سلیمانی نسخہ بھی جل کر راکھ ہو گیا ہوگا۔ یہ حادثہ ۵۸۶ ق م میں واقعہ ہوا۔ جب ہیکل دوبارہ تعمیر ہوئی تو تورات کی تلاش ہوئی مگر نہ ملی۔ حضرت عزیر نے آرامی زبان میں اس کتاب کو تیار کیا۔ اسی کا ترجمہ یونانی زبان میں ہوا۔ پھر انٹوکس چہارم کے زمانہ میں جب وہ حملہ آور ہوا تو اس کے سپہ سالار نے ہیکل کو بمعہ اس نسخہ کے جلا ڈالا۔ یہ واقعہ ..۲ ق م کا ہے۔ اس کے بعد ایک بوڑھے کاہن کے بیٹے متاتیہ نے ایک کتاب دو جلدوں میں

لکھی۔ یہود اسی کو کتاب تسلیم کرتے ہیں یہ ۱۶۶ سنہ ق م کا واقعہ ہے۔ ملاحظہ کیجئے کہ کس طرح اصل مٹ مٹا گئی اور ایک بناوٹی کتاب وجود میں آئی۔

۲۔ اب انجیل کی کہانی سنو۔ تمام عیسائیوں کا اجتماعی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیحؑ پر کسی انجیل کا نزول نہیں ہوا۔ وہ موجودہ چار انجیلوں کو الہامی نہیں تسلیم کرتے۔ مسلمانوں کا ایمان ہے کہ انجیل کا حضرت مسیحؑ پر اُن کی اپنی زبان آرمیائی میں نزول ہوا۔ اسلامی مشن کے ساتھ عیسائیوں کی لمبی بحث چل نکلی۔ ہمارا مطالبہ تھا کہ جو اصل انجیل آرمیائی زبان میں حضرت مسیحؑ پر اتری ہی اُس کے وجود کا پتہ دیا جائے۔ تاکہ حقیقت آشکارا ہو۔ عیسائیوں نے آخر کار تنگ آکر اپنے رسالہ کلام حق ۸ جولائی ۱۹۷۹ سنہ کو جولائی الرب اعلان کر دیا کہ حضرت مسیحؑ پر کبھی انجیل نازل نہیں ہوئی۔ مسیحی ہرگز نہیں مانتے کہ آپ پر کوئی انجیل یا کلام نازل ہوا تھا"

مروجہ چاروں انجیلوں میں اس قدر تضاد ہے کہ ان کو تطبیق دینا ناممکن ہے۔

انجیل کے مشہور شارحین آدم کلارک۔ نورٹن۔ ہارن نے متفقہ طور پر تسلیم کیا ہے کہ ان چاروں میں تطبیق کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ پادری فریج کو اقرار ہے کہ ان میں چھوٹی موٹی تیس ہزار غلطیاں موجود ہیں۔ اس لئے ان کتابوں کے محفوظ رہنے کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔

۳۔ پارسیوں کی قوم بڑی قدیم ہے ان کی کتابیں ژند اور پاژند کبھی موجود ہوں گی ژند تو زرتشت کے عہد سے پہلے ختم ہو چکی تھی اس کی جگہ اُس کی تفسیر پاژند نے لے لی۔ لیکن سکندر اعظم کی فتح ایران کے بعد وہ بھی معدوم ہو گئی۔

شہنشاہ اردشیر کے زمانے میں "دساتیر" لکھی گئی۔ جب مانی نے اپنا مذہب نکالا۔ تو دساتیر کو بھی تلف کر دیا گیا۔ اس کے بعد اوستا بنائی گئی۔ اور یہ قرآن کے نزول کے بعد لکھی گئی اس سے پتہ چلا کہ اسکندر اعظم کے حملہ کے بعد پارسیوں کے پاس کوئی ایسی کتاب موجود نہ تھی جو آسمانی کہلانے کی مستحق ہو۔

۴۔ ہندوؤں کی قدیم کتاب وید ہے لیکن ان کے متعلق آریوں اور سناتن دھرمیوں

میں سخت اختلاف ہے۔ آریہ سماجی کہتے ہیں وید صرف منتر بھاگ کا نام ہے۔ سناتن دھرمی کہتے ہیں کہ برہمن بھاگ بھی اصلی وید ہے برہمن بھاگ حجم کے اعتبار سے منتر بھاگ سے دوگنا ہے اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وید کو ماننے والے یا تو ⅔ حصہ کو وید سے خارج کر رہے ہیں یا ⅔ حصہ کو اصلی وید میں داخل کر رہے ہیں۔ اس طرح وید کا غیر محفوظ ہونا ثابت ہے۔ ہندو کہتے ہیں کہ وید چار ہیں۔ مگر منو کی سمرتی میں صرف تین ویدوں کا یعنی رگ وید یجر وید اور سام وید کا ذکر آیا ہے ان میں اتھرو وید کا نام نہیں آیا۔

عام طور پر ہندو وید کو خدائی کلام کہتے ہیں مگر گوتم جس کا تصنیف کردہ شاستر چھ مسلمہ شاستروں میں سے ایک ہے اور جسے آریہ اور سناتن دھرمی دونوں تسلیم کرتے ہیں۔ نے کہا ہے کہ وید رشیوں اور منیوں یعنی انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ بھارت کا ایک قدیم مذہب جو کہ ہندو مت کی شاخ معلوم ہوتا ہے جین مت ہے جینی وید کو درست ہی نہیں سمجھتے

اس بحث سے یہ نتیجہ نکالنا بالکل منطقیانہ ہے کہ مندرجہ بالا کتب میں سے کسی کو بھی خداوند تعالےٰ کی حفاظت حاصل نہیں ہوئی۔ قدرت کا کرشمہ ملاحظہ ہو کہ جن زبانوں میں یہ مقدس کتب لکھی گئی تھیں۔ ان کو بھی قدرت نے ملیامیٹ کر دیا۔ تورات کی زبان عبرانی تھی۔ انجیل کی زبان آرمیائی تھی۔ ژندی ژند اور پاژند کی زبان تھی اور وید کی زبان سنسکرت تھی۔ ان میں سے کوئی بھی زبان دنیا کے کسی گوشہ میں نہ بولی جاتی اور نہ عام بول چال میں ہے اور نہ حکومت کے کاروبار میں استعمال ہوتی ہے بلکہ یہ زبانیں مردہ ہو چکی ہیں۔

برخلاف ازیں اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کی اس طرح حفاظت کی ہے کہ اس کا ایک ایک حرف تواتر کے ساتھ نہ صرف ثابت ہے بلکہ اس کی زبان تمام عرب ممالک میں شمالی افریقہ میں روزمرہ کے استعمال میں ہے اور جہاں جہاں مسلمان قوم آباد ہے قرآن کریم ان کا حرز جان ہے اور قرطاس پر ہی نہیں لکھا ہوا ہے بلکہ لاکھوں لوگوں کے سینہ میں محفوظ ہے۔

قرآن کی حفاظت اور اس کی صحت کی یہ حالت ہے کہ مسلمان علماء نے اس عظیم الشان مقدس کتاب کے حرفوں - لفظوں - آیتوں اور سورتوں تک کا شمار کر لیا ہے ان کی تعداد ضبط تحریر میں لا کر اسے قرطاس ابیض پر ثبت کر دیا ہے - گویا مہر لگا دی ہے کہ اس میں ایک نقطہ کا بھی رد و بدل نہ ہوا نہ ہوگا ذیل کا نقشہ مطالعہ کیجیئے - کیا کوئی قوم یا کسی اور مذہب کے پیرو اپنی مفروضہ کتاب کے متعلق اس طرح کی چھان بین اور تحقیق و تدقیق پیش کر سکتے ہیں ہرگز نہیں؟

## تعداد ہر حرف مفرد

ا - ب - ت - ث - ج - ح - خ - د - ذ
۴۸۸۷۲ - ۱۱۴۲۸ - ۱۰۱۹۹ - ۱۲۷۶ - ۳۲۷۳ - ۳۹۷۳ - ۲۴۱۶ - ۵۶۴۲ - ۴۶۹۷

ر - ز - س - ش - ص - ض - ط - ظ - ع
۱۱۷۹۳ - ۱۵۹۰ - ۵۸۹۱ - ۲۲۵۳ - ۲۰۱۳ - ۱۶۰۷ - ۱۲۷۷ - ۸۴۲ - ۹۲۲۰

غ - ف - ق - ک - ل - م - ن - و
۲۲۰۸ - ۸۴۹۹ - ۶۸۱۳ - ۹۵۲۲ - ۳۰۴۳۲ - ۲۶۵۶۰ - ۴۵۱۹۰ - ۲۵۵۳۶

ہ - لا - ء - ی
۱۹۰۷۰ - ۴۷۲۰ - ۵۱۱۴ - ۴۵۵۱۹

تعداد زبر - زیر - پیش - نقاط - کلمات - آیات سورۃ

سورۃ - ۱۱۴ - رکوع - ۵۵۸ - حروف - ۳۳۸۶۰۶ - کلمات - ۸۶۴۳۰ - منازل ۷
سورہ مکی - ۸۶ - سورہ مدنی ۲۸ - نقطے - ۱۰۵۶۸۴ - زبر ۵۳۲۴۳ - زیر ۳۹۵۸۲ پیش ۸۸۰۴ - زائد الف کے کلمات ۴۲ - تشدید ۱۲۵۲ - مدات ۹۷۷۱ (مفتاح القرآن)

مولانا رومیؒ :- زہرہ نے کس را کہ یک حرفے ازاں - یا بدزدد یا فزاید در میاں
(کسی کی طاقت نہیں کہ قرآن کا ایک حرف کم کردے یا بڑھادے)

بحمد اللہ قرآن اسی طرح محفوظ ہے جس طرح نازل ہوا تھا اور ابد تک رہے گا۔

# ایک ابدی چیلنج

قرآن عظیم میں چند مقامات پر مخالفین اسلام کو للکارا گیا ہے کہ اگر قابلیت اور ہمت ہے تو قرآن ایسی چند آیات بنا لاؤ۔ تقریباً ڈیڑھ ہزار سال ہونے کو ہیں کسی شخص کو جرأت نہیں ہوئی کہ وہ میدان میں آئے اور قرآن کی آیات جیسی ایک آیت بھی پیش کرے۔ غور اور توجہ سے ذیل کی آیت کا مطالعہ کیجیے

قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَىٰ أَن يَأْتُوا بِمِثْلِ هَٰذَا الْقُرْآنِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا

(اے رسول) سب سے کہہ دیجئے کہ اگر سب انسان اور تمام جن بھی جمع ہو جائیں اور ایک دوسرے کی مدد بھی کریں پھر وہ قرآن جیسی کتاب بنانا چاہیں تو وہ ہرگز ایسا نہ کر سکیں گے

غور کا مقام ہے کہ ایک اُمّی نبی اپنی تائید میں ایک کلام بطور دلیل پیش کرتا ہے۔ لیکن اس زمانہ کے بڑے بڑے کافر۔ عیسائی اور یہودی بالمثل کلام پیش کر کے اس کے دعوے کا ابطال نہ کر سکے حالانکہ اس زمانہ میں بھی فصاحت و بلاغت اور شعر و شاعری کے عربی ماہر موجود تھے۔

عہد حاضر میں شام۔ لبنان۔ فلسطین اور مصر میں ہزاروں عیسائی اور یہودی موجود ہیں جن کی مادری زبان عربی ہے اور عربی کے قادر الکلام ہیں وہ کیوں قرآن کے اس دعوے کے مقابلے میں کھڑے نہیں ہو جاتے ان میں ایسے ادیب اور ماہر زبان ہوئے اور ہیں جنہوں نے عربی میں قطر المحیط۔ المحیط۔ اقرب الموارد اور المنجد جیسی کتابیں تصنیف کیں وہ کیوں نہیں ایک سورت یا اس سے زیادہ سورتیں بنانے کی جرأت کرتے؟ آج عیسائیت کی اشاعت پر اربوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے لیکن قرآن حکیم نے جس چیز کو تحدی بنایا

اس پر کوئی بھی عیسائی ادیب یا فاضل قلم اٹھانے کا حوصلہ نہیں کرتا۔ یہ دائمی چیلنج ہے
یہ محمدؐ کی یہ محفل ہے اب آئے جس کا جی چاہے۔

انشاء اللہ کسی نے حوصلہ کیا اور نہ ہی آئندہ کر سکے گا۔ اور قرآن اپنی اصلی حالت میں قائم و دائم ہے۔ اور رہے گا۔

# اہمیت قرآن

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل تمام دنیا شرک کی نجاست۔ جہالت رذالت ضلالت اور دناءت میں چھپی ہوئی تھی فسق و فجور۔ عجب و غرور۔ جبر و استبداد کا بے حد زور و شور تھا۔ حتیٰ کہ بعض ملکوں میں ماں۔ بہن بیٹی سے بیاہ کر لینا جائز سمجھا جاتا تھا۔ یورپ میں مسیحیوں نے حضرت مسیحؑ اور حضرت مریمؑ کے بت تراش لئے تھے ان کی گرجاؤں میں باقاعدہ پوجا ہوتی تھی۔ چین میں قبر پرستی اور ارواح خبیثہ کی عبادت ہوتی تھی۔ جاپان میں بادشاہ کو خدا کا قائم مقام تصور کیا جاتا تھا اور ارواح پرستی کا رواج تھا۔ ہندوستان عرف بھارت دیش میں بیوہ عورتوں کو زندہ جلانا یعنی ستی۔ شراب خوری اور بت پرستی کا زور تھا۔ مرد و عورت کے ننگے اعضاء کی شوالوں میں پوجا کی جاتی تھی ہزاروں بت ان کی بندگی کا مرکز تھے۔ یہاں تک کہ درخت۔ دریا۔ گائے۔ بیل۔ بندروں کو پوجا جاتا تھا بلکہ گائے کے پیشاب اور گوبر کو پاک اور پوتر سمجھا جاتا تھا بھارت کے باسی گائے کا پیشاب تک کو پی لینا جائز سمجھتے تھے۔ اب بھی بھارت میں گائے اور شو لنگ کی پوجا ہوتی ہے۔

عرب میں دختر کشی۔ شراب۔ جوا۔ اور سینکڑوں بتوں کی عبادت کا زبردست سلسلہ جاری تھا۔ افریقہ میں آدم خوری عام تھی۔ آدمی کو آدمی مار کر کھا جاتا تھا۔

الغرض انسان شرف انسان کا غلام تھا بلکہ شجر و حجر۔ بھوت۔ پریت۔ دیوتا اور دیوی کا پجاری ہی تھا۔ اس طرح عام انسان اپنی انسانیت اور اپنا تشخص بالکل کھو چکا تھا۔ تہذیب و تمدن پامال تھے۔ حضرت مسیحؑ کے بعد تقریباً ساڑھے چھ سو سال تک نزول وحی کا سلسلہ بند رہا۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے کوئی نبی مرسل یا پیغمبر مبعوث نہ کیا گیا۔ نتیجہ اس کا یہ ہوا کہ یہ جہان ایک جنگل کی شکل اختیار کر گیا تھا ضلالت و نجاست میں غرق ہو چکا تھا۔

رحمت حق جوش میں آئی آسنے اپنے حبیب پر نبوت۔ رسالت اور وحی کو بالکل ختم کر دیا یعنی ہادی برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبیؐ کو اپنا پیغمبر مقرر فرمایا۔ حضور پرنور پر دین اسلام کی تکمیل کر دی۔ تمام عالم اور اس کے خصتان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائرہ نبوت میں دے دیا۔ سراج منیر اور رحمۃ للعالمین کے خطابات سے آپ کو نوازا۔ اس طرح آپ عالمگیر نبی ہوئے اور اسلام عالمگیر مذہب قرار پایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔



اِنَّ الدِّینَ عِندَ اللّٰہِ الاِسلام۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے۔

دنیا میں پھیلی ہوئی ظلمت کو دور کرنے کے لئے خالق ازلی و ابدی اللہ جل جلالہٗ نے اپنے آخری پیغام یعنی کلام پاک کو یعنی قرآن مجید کی شکل میں اپنے آخری اُمّی نبی پر نازل فرمایا۔ تاکہ وہ آپس میں نازل کردہ خدائی احکام کو کل عالم میں پہنچائیں اس طرح دنیا کو گندگی اور گمراہی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے سے نکالیں اور انسانوں کی اصلاح کریں۔ انسانیت کو بحال کریں سب سے بڑھ کر یہ کہ بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہ راست پر لائیں اور ان کو شرف انسانیت بخشیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملائیں۔

اے لو وہ نکلا کرنوں والا ڈالا جگت میں جس نے اُجالا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کے نزول کا آغاز جمعہ کی رات کو بتاریخ ۱۷ رمضان المبارک ۴۱ھ ولادت پاک مطابق ۱۷ اگست ۶۱۰ء بمقام غار حرا متصل مکہ مکرمہ ہوا۔ سب سے پہلے سورہ علق کی پہلی پانچ آیات کا نزول اقرا سے مالم یعلم تک ہوا۔

سب سے آخری سورۃ النصر فتح مکہ کے موقعہ پر نازل ہوئی اور سب سے آخری آیت
اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ
وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا کا نزول حجۃ الوداع کے موقعہ پر ہوا
۲۱ سال تک قرآن مجید اترتا رہا۔

# قرآن کا دعویٰ

ہر کتاب اپنے متعلق اعلان کرتی ہے اور دعوے کرتی ہے کہ اس کے مضامین کیا ہیں اور اس کا مقصد کیا ہے۔ کہ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ الہامی کتابوں میں سے جن کے مختلف مذاہب دعویدار ہیں۔ کسی ایک کتاب نے سوائے قرآن مجید کے ایسا دعویٰ کیا۔ اس کا جواب نفی میں ہے۔ قرآن مجید ہی واحد الہامی کتاب ہے قرآن مجید نے شروع میں ہی اعلان کر دیا کہ ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ کتاب کے ساتھ ال لگا کر اسے خاص کر دیا۔ یہ خدا کی نازل کردہ کتاب ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ دعویٰ ہے جس کی تصدیق بھی اس کے مصنف یعنی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ساتھ موجود ہے۔ کیا کسی الہامی کتاب میں ایسا دعویٰ آیا ہے جواب یقیناً نفی میں ہے۔ اس پر مستزاد یہ ہے کہ قرآن کریم کے متعلق بائیبل میں صاف صاف بیان آیا ہے۔ "خدا کا کلام ایک اور نبی کے منہ میں رکھا جائے گا۔ وہ نبی بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہوگا وہ نبی جو کچھ خدا سے سُنے گا وہ لوگوں سے کہے گا اور ایسا ہو گا۔ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ نبی میرا نام لے کر کہے گا۔ نہ سُنے گا تو اس کا حساب خدا لے گا" (استثناء باب ۱۸۔ ۱۹ سطر)

ہمیں یہودی یا عیسائی بتلائیں کہ وہ کون سا نبی ہے جس نے کہا "اس کے منہ میں خدا کا کلام ہے" وہ بالکل کسی نبی کا نام نہیں بتلا سکتے۔ جس نے یہ کہا ہو کہ اس کے منہ میں اللہ کا کلام ہے۔

یسعیاہ نبی نے کہا۔ "دیکھو اُمّی کو کتاب دی گئی"۔
یہودی اور عیسائی بتلائیں۔ وہ کون سا اُمّی نبی تھا۔

اس طرح قرآن نے دعویٰ کیا خدا نے اس کی تصدیق کی۔ اور اس کتاب کے نزول سے پہلے رسولوں کو آگاہ کر دیا گیا انہوں نے بذریعہ پیش گوئی اعلان کر دیا۔ "دیکھو اُمّی کو کتاب دی گئی"۔ سب سے بڑا قرآن کا اعجاز یہ ہے کہ آخری نبی اور رسول جس پر یہ کلام اُترا بالکل دنیاوی لحاظ سے ان پڑھ تھے۔ اگر آپ پڑھے ہوئے ہوتے تو مخالفین کہہ سکتے تھے کہ چونکہ نبی پڑھا لکھا ہے اس لئے کلام خود بنا لیتا ہے۔ اس کا سدباب کرنے کے لئے آپ کو اُمّی رکھا گیا کسی اور نبی کا لقب "اُمّی" نہیں ہوا۔ اس لئے نبی اُمّی وہی کلام بیان فرماتے تھے جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے بذریعہ جبرائیل ان کے منہ میں ڈالا جاتا تھا۔ لہٰذا اس طریقے سے بھی قرآن کی حفاظت کی گئی۔ قرآن مجید مکمل ضابطہ حیات ہے جو کہ انسان کی روحانی مادی۔ دینی اور دنیاوی زندگی کے لئے بنیادی اصول بیان کرتا ہے۔ وہ کاشف حقائق کائنات ہے جو کہ اس مادی دنیا کے چھپے ہوئے بھیدوں یعنی طبیعی۔ تخلیقی رازوں کو افشا کرتا ہے۔

قرآن کریم میں برق و باد و باراں دن رات کا چھوٹا بڑا ہونا۔ بادلوں کا بننا۔ تخلیق کائنات۔ افلاک۔ چاند تاروں۔ سورج کا اپنے مدار پر گھومنا۔ انسان کا پیدا ہونا انسانی مزاج کی کیفیات بر پھل میں تذکیر و تانیث کا ہونا۔ پہاڑ۔ دریا۔ وادی وغیرہ کا مجمل یا مفصل ذکر موجود ہے لطف یہ ہے کہ زمانہ حال کے بڑے بڑے عالم اور سائنسدان مجبور ہو گئے ہیں کہ وہ قرآن کے بیان کردہ حقائق کی تصدیق کریں۔ چنانچہ حال ہی میں ایک فرانسیسی سائنسدان ڈاکٹر موریس بکائی نے اپنی کتاب الموسوم بہ "بائیبل قرآن اور سائنس" میں اعلان کیا ہے۔ "قرآن کے بیانات عصری تحقیقات اور سائنسی انکشافات کے عین مطابق ثابت ہوئے ہیں جبکہ بائبل کے اکثر و بیشتر بیانات دقیانوسی افسانوی

اور تو ہم پرستانہ داستانوں پر مبنی ہیں اور سائنیٹسی صداقتوں کے معیار پر پورے نہیں اُترتے"۔ انہوں نے یہ بھی اس کتاب میں لکھا ہے "قرآن میں بعض ایسے حقائق بھی ہیں جنہیں ابھی تک پوری طرح نہیں سمجھا گیا کیونکہ انسانی علم خدا کے علم کے سامنے بہر حال محدود ہے"۔

ڈاکٹر موریس بکائی نے یہ بھی واشگاف الفاظ میں لکھا ہے "قرآن کی یہ آیات واقعی حیرت زدہ کرنے والی ہیں کیونکہ تاریخ سائنیس کا مکمل علم ہمیں اس نیتجہ پر پہنچا رہا ہے کہ یہ قرآنی آیات انسانی تجسس و تحقیق کے لئے ایک چیلنج ہیں"۔

قرآن اپنے ماننے والوں کو حکم دیتا ہے کہ جب وہ اللہ تعالےٰ کے کلام کی آیات کی تلاوت کریں تو اس پر بہرے اور اندھے ہو کر نہ گریں بلکہ سوچیں اور غور کریں پھر ارشاد باری تعالےٰ ہے آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اہلِ علم و دانش کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ ان پر غور و فکر کرتے ہیں۔ قرآن انسان کو امر تخلیق اور متعدد طبعی مظاہر پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے قرآن میں وہ بیانات جو سائنٹیسی پہلو رکھتے ہیں اس کے پورے متن میں پھیلے ہوئے ہیں قرآن میں تعزیرات ہے جس میں جرائم کی سزا، گواہی کے قواعد کا مفصل بیان ہے ان کے لئے قانون موجود ہیں۔

معلم اخلاقیات ہے اس لئے کہ اس میں نیکی اور بدی اور گناہ کی تفصیل درج ہے گناہوں سے بچنے کی ہدایات ہیں۔ عذاب و ثواب کا بالتفصیل ذکر ہے۔ عمل صالح کرنے کے بار بار احکام آئے ہیں۔ عاقبت اور قیامت کا حال موجود ہے۔ انسان پر واضح کر دیا گیا ہے کہ دنیاوی زندگی لہو و لعب یعنی کھیل کود محض تماشہ نہیں ہے۔ انسان اپنے خالق کے سامنے جوابدہ ہے قیامت کے دن تمام اعمال کا حساب و کتاب ہوگا پھر اُس کے مطابق جزا و سزا کا تعین ہوگا اس لئے اُسے بار بار حکم دیا گیا ہے کہ وہ نیکی کرے اور

نیک بنے ورنہ بصورت دیگر عذاب شدید کا سامنا ہوگا۔ خزینہ مناجات ہے اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا قرآن مجید میں اعلےٰ ترین طریقہ سے بیان کی گئی ہے۔ تذکرہ ادعیا و عبادت ہے قرآن کریم میں بہترین دعائیں آئی ہیں جس کے ذریعے انسان اپنے خالق کی طرف رجوع کرتا ہے خداوند تعالےٰ کی عبادت کے لئے بار بار تاکید آئی ہے مسلمانوں کو شلدار دعائیں بتلائی گئی ہیں اعلان کر دیا گیا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

نکاح - طلاق - بچوں کی پرورش - وراثت - وصیت - صنعت وحرفت - تجارت اکل وشرب - تعلیم وتربیت - حقوق وفرائض - صداقت و دیانت - باہمی لین دین حسن معاشرت غرض انسانی زندگی کے ہر شعبہ کے لئے اصول وہدایات قرآن میں موجود ہیں ان کی جزئیات پر عمل پیرا ہونے کے لئے صاحب وحی کے طریق عمل کی رہنمائی فرمادی گئی ہے۔

قرآن خداوند تعالےٰ کی صفت حقیقہ ہے بلاواسطہ گویا وہ عبد اور معبود کے درمیان تعلق کی رسی ہے جس کا ایک سرا خدا کے پاس ہے اور دوسرا سرا ہمارے پاس ہے۔ قرآن شریف سرچشمہ توحید ہے قیامت تک لوگوں کے رشد وہدایت کا منبع وحید ہے۔

آؤ لوگو کہیں نور خدا ملتا ہے
دل افسردہ خزاں دیدہ یہاں کھلتا ہے

# قرآن کا اعلان

هذا بيان للناس و هدى و موعظة للمتقين ٥ (سورہ عمران آیت ۱۳۸)

(ترجمہ) عام لوگوں کے لئے تو یہ قرآن اظہار حق اور صاف تنبیہ ہے۔ پرہیزگاروں کے لئے ہدایت و نصیحت ہے۔ يا ايها الناس قد جاءتكم موعظة من ربكم وشفاء لما في الصدور وهدى ورحمة للمومنين ٥ اے لوگو! تمہارے پر تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آ

گئی ہے یہ وہ کتاب ہے جو دلوں کی امراض کی شفا ہے جو اُسے قبول کرلیں ان کے لئے رہنمائی اور رحمت ہے۔

آداب قرآن:۔ حتی المقدور قرآن شریف کو بلاوضو ہاتھ نہ لگائے جائیں ناپاکی کی حالت میں اُسے چھوا تک نہ جائے۔ باوضو اُس کی تلاوت کی جائے۔ نہ بالکل خاموشی سے نہ بہت شور سے بلکہ بین بین ہو۔ تلاوت کے وقت دو زانو ہو کر قبلہ شریف کی جانب رخ کرکے تلاوت شروع کریں اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم لازماً پڑھی جائے یہ حکم خداوندی ہے جو لوگ ارد گرد ہوں وہ خاموش رہیں اور خاموشی سے اُسے سُنیں۔

# فضائلِ قرآن

جیسا کہ قبل ازیں ذکر ہوا کہ خالق و مخلوق کے درمیان قرآن مجید رشتہ پیدا کرتا ہے اس لئے جو شخص قرآن پڑھتا ہے گویا وہ خالق کے ساتھ ہمکلام ہے کیونکہ خالق کے کلام کو وہ پڑھتا ہے اور دل میں خیال کرتا ہے کہ وہ اللہ کا کلام اللہ کے حضور پڑھتا ہے پڑھتے وقت صرف اللہ تعالےٰ کا دھیان رکھا جائے کسی طرف خیال نہ جائے۔ قرآن کریم باترجمہ پڑھا جائے تاکہ جو پڑھے اُسکو سمجھے اور پھر عمل بھی ضروری ہے۔

یاد رکھیئے قرآن کریم کے ایک حرف کے پڑھنے سے اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے دس نیکیوں کا انعام ملتا ہے گویا کہ جس نے الم پڑھا۔ اس کو الف۔ ل۔ م کے عوض تیس نیکیوں کا اجر ملے گا۔ جو شخص قرآن کے مطابق زندگی ڈھالے گا یعنی اُس کے احکامات کے مطابق کردار ادا کرتا ہے۔ وہ جنت الفردوس کا مستحق ہو جاتا ہے مسلمان کی زندگی بنتی ہی قرآن سے ہے۔

علامہ اقبال علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔

گر تو مے خواہی مسلمان زیستن — نیست ممکن جز بقرآن زیستن

ترجمہ:۔ اگر تو چاہتا ہے کہ مسلمان ہو کر زندگی بسر کرے تو سوائے قرآن پر عمل کرنے کے ممکن نہیں۔

اس رسالہ المسمی بہ "زندہ جاوید قرآن" میں کچھ تو زمیندار اخبار اور روزنامہ احسان میں میرے مضمون جو تیس سال کا عرصہ ہوا شائع ہوئے تھے۔ ان کا مجموعہ ہے اور کچھ قرآن کریم رحمۃ للعالمین ہر سہ جلد مصنفہ قاضی محمد سلیمانؒ۔ تصنیفات علامہ اقبالؒ۔ مفتاح القرآن۔ بخاری شریف بائبل قرآن اور سائنس مصنفہ ڈاکٹر بکائی، تاریخ القرآن از مولانا عبدالقیوم ندوی سے خوشہ چینی کی گئی ہے

قارئین کرام سے درخواست ہے کہ وہ قرآن کو حرز جان بنائیں ہر روز اُس کی تلاوت کریں اس کے احکامات کی تعمیل کریں۔ اگر ہم مومن قانت بن جائیں اس طرح عملاً زندگی بسر کریں تو پاکستان خطہ جنت نظیر بن جائے اور کوئی عیار کافر خواہ وہ دیو ہو یا دلیر اُس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا۔

صوفی عبدالغنی اصغر کا میں شکر گزار ہوں کہ انہوں نے علامہ اقبال اور قرآن مقدس" ایسا بیش قدر مضمون کتاب ہذا کے لئے تحریر کیا۔ (خرّ آسن)

## اعجاز القرآن اور علامہ زمخشریؒ

علامہ زمخشری ایک عظیم مفسر گزرے ہیں۔ وہ مرض سکتہ کے مریض تھے ایکبار سکتہ کا اتنا طویل دورہ پڑا کہ ان کے مریدوں نے خیال کیا کہ ان کا انتقال ہو گیا ہے پس انہیں دفن کر دیا گیا قبر میں جب ہوش سے افاقہ ہوا تو علامہ کو محسوس ہوا کہ وہ مدفون ہیں۔ انہوں نے دعا کی "اے مولا کریم اگر مجھے اس قبر کی مصیبت سے نجات ملجائے تو میں قرآن کی ایسی تفسیر لکھوں گا جو معانی کے لحاظ سے بہترین ہوگی"۔ دعا قبول ہوئی اور قبر دو شق ہو گئی۔ وہ باہر نکل آئے انہوں نے تفسیر کشاف لکھی۔ جو کہ آج تک درس نظامی میں شامل ہے ہر عالم اس سے استفادہ کرتا ہے۔ اور علامہ کا لقب "جار اللہ" مشہور ہے۔

# قرآن کریم - ایک زندۂ جاوید ضابطۂ حیات

فخر المحدثین حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب "حجتہ اللہ البالغہ" میں فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنے اور رابطۂ محبت بڑھانے کے چار ذرائع ہیں۔ اگر ان سے محبت کی جائے تو خالق حقیقی سے رشتہ مضبوط ہو جاتا ہے اور عبد اپنے معبود کے رنگ میں رنگا جا سکتا ہے۔ وہ چار ذریعے یہ ہیں:-

(۱) رسول اللہ (۲) کلام اللہ (۳) کلمتہ اللہ (۴) کعبتہ اللہ

محبت کا مطلب یہ نہیں ہے۔ کہ صرف ظاہری اور رسمی طور پر عزت و احترام ہو۔ بلکہ عمل صالح کر کے اس مقصد کو کما حقہٗ حاصل کیا جائے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو سب سے بڑا معجزہ اللہ تعالےٰ کی جانب سے حاصل ہوا وہ قرآن کریم ہے۔ جس کی حفاظت کا اعلان خود اللہ جل جلالہٗ اسی مقدس کتاب میں کرتے ہیں۔ کہ تا قیامت اس کا ایک ایک حرف محفوظ رہے گا۔ اور کسی قسم کی تحریف اس میں نہیں ہو سکے گی۔ چنانچہ چودہ سو سے کچھ اوپر سال ہو چکے ہیں۔ قرآن کریم من و عن حرف بحرف جوں کا توں قائم ہے۔ جب کہ جملہ آسمانی کتابیں توریت۔ زبور۔ صحائف اور انجیل وغیرہ یکسر تبدیل ہو چکی ہیں۔ مثلاً انجیل کو لیجئے۔ ہر حواری نے اپنے اپنے خیالات

اور تجربات کے مطابق پیش کیا۔ اس طرح ایک انجیل کی جگہ کئی انجیلیں ظہور میں آئیں

حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہزارہا مگر پاکباز صحابہ کبار رضی تھے۔ مگر کسی کو جرات نہ ہوئی کہ وہ قرآن پاک کو اپنے خیالات کا جامہ پہنا کر پیش کرے۔ وہ انسانی تصانیف جنہیں مذہبی رنگ میں پیش کیا گیا۔ اصلی جامہ میں قائم نہ رہ سکیں۔ اور مصنف کی حین حیات میں ہی ان میں ترمیم و تنسیخ کردی گئی۔ مثال کے طور پر ستیارتھ پرکاش ایسی رسوائے عالم کتاب کے ۱۸۸۵ء کے ایڈیشن اور موجودہ کتاب میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ حالانکہ اس کے ماننے والے یہ ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں کہ یہ مقدس کتاب ہے۔

قرآن بیانگِ دہل یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ اعجاز و ایجاز اور فصاحت و بلاغت کا زندہ معجزہ ہے۔ جو اپنے نزول کے وقت سے لے کر آج تک بلا خوفِ تردید یہ دعویٰ پیش کر رہا ہے کہ ایسی ایک ہی سورۃ بنا کر دکھلا دی جائے۔ مگر مخالفین باوجود اپنی مانی ہوئی قادر الکلامی اور فصاحت و بلاغت اس کی آج تک تاب جسارت نہ کر سکے بلکہ مبہوت و سراسیمہ رہے۔ قرآن کریم کا اعجاز اگر ایک طرف یہ ہے کہ اپنی سلاست فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے بے نظیر ہے۔ تو دوسری طرف اس کی مقدس آیات بنی نوع

انسان کے لئے رشد و ہدایت کا سرچشمہ ہیں۔ اور گنہگار لوگوں کو بلا امتیاز قوم وملت اس قرآن نے سدھارا اور اصلاح کر کے انہیں انسان بنایا۔ اگر کوئی اللہ تعالےٰ سے ہم کلام ہونا چاہے تو اسے چاہیئے کہ شب و روز قرآن کریم کی تلاوت کرے۔ قرآن کریم نہ صرف روحانی بلکہ جسمانی امراض کے لئے شفا اور رحمت کا اکسیری نسخہ ہے۔ اس کے الفاظ و حروف کی برکت سے تمام انسانی بیماریوں کا قلع قمع ہو سکتا ہے۔ اس کی پہلی سورت یعنی سورۃ فاتحہ کا نام سورۃ شفا بھی ہے۔ اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔ کہ اس سورہ پاک کی برکت سے مایوس مریضوں کو شفا حاصل ہو جاتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہراً طور اُمی تھے۔ کسی دنیاوی اُستاد کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا۔ اور نہ کسی دنیاوی مدرسہ میں تعلیم حاصل کی تھی۔ آپؐ کی بعثت کے مبارک زمانہ میں اہل عرب کو اپنی فصاحت و بلاغت پر بے انتہا ناز تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے اس عُجب و پندار کو خاک میں ملانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود تحصیل علوم کے ظاہری اسباب نہ ہونے کے قرآن کریم کی شکل میں علمیت و معرفت اور فصاحت و بلاغت کا ایک جیتا جاگتا اعجاز مرحمت فرمایا۔ یہ وہ مقدس کتاب ہے جو خود بولتی ہے۔ اور دنیا کو پکارتی ہے کہ تمام جھوٹے معبودوں کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی کی طرف

دو ڑو ۔ ورنہ گھاٹے میں رہو گے ۔ اگر آپ پڑھے ہوئے ہوتے تو یہی قرآن کریم آپ کی تصنیف قرار پاتا ۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے کفار اور مشرکین کا منہ بند کرنے کے لئے دنیوی سلسلہ تعلیم کی طرف آپؐ کو رجوع ہی نہ ہونے دیا ۔ ہاں آپؐ کے سینۂ مبارک کو صاف کر کے علم لدنی کے انوار سے نورانی بنا دیا ۔ اور قرآن کا عظیم الشان معجزہ دے کر کل عالم کو مبہوت کر دیا ۔

چونکہ موجودہ زمانہ آخری زمانہ ہے ۔ جس کی ابتدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہے ۔ قیامت تک یہ آخری دور جاری رہیگا اس لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مقرر کیا گیا ۔ اور آپؐ پر دین کی تکمیل کر دی گئی ۔ موجودہ زمانے کا سب سے نمایاں خاصہ یہ ہے ۔ کہ علمی ترقی درجۂ کمال کو پہنچ چکی ہے ۔ اور یہ کمال اور بھی بلندی پر پہنچ کر رہے گا ۔ اس لئے بھی آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فصاحت و بلاغت کا معجزہ قرآن کی صورت میں دیا گیا ۔ تاکہ علمی دور میں جب کتابوں کی بھرمار ہو جائے گی تعلیم عام ہو جائے گی ۔ بہترین آسمانی کتاب دی جائے ۔ تاکہ دنیا والے اس مقدس و مطہر کتاب کو پڑھ کر اس کے علوم سے واقف ہوں اور اس کے دائمی چیلنج سے روشناس ہو کر اگر دنیا والے سچے ہوں تو تا قیامت ایسی کتاب تو درکنار اس کی آیات جیسی چند آیات ہی بنا کر پیش کریں ۔ سر دھنتے رہیں ۔ اور عاجز رہیں ۔ چنانچہ موجودہ زمانے

ین بھی کسی عالم یا ماہر سائنس دان کو جرأت نہیں ہوتی کہ قرآن کریم کے
اس چیلینج کو قبول کرے۔ قرآن بول رہا ہے کہ کوئی مقابلہ پر آ ئے۔
مگر تمام دنیا ساکت ہے۔ اور انگشت بدندان ہے کسی کو تحریف کی جرأت
نہ ہوئی اور نہ اس علمی شاہکار کی تمثیل تیار کرنے کا یارا۔ پھر اگر اس دنیا
کے رہنے والے چشم بصیرت نہ کھولیں تو سوائے حسرت کے انہیں
کیا نصیب ہو سکتا ہے۔

قرآن کریم کیا ہے۔ ایک ضابطہ حیات تخلیقِ عالم کا مرقع۔ انسانی
فطرت کی تصویر اور کائناتِ عالم کے رازہائے سربستہ کا سراسر
انکشاف ہے۔ مخلوق کو اپنے خالق تک پہنچانے کا واحد ذریعہ ہے۔
اللہ تعالیٰ کی حمد کا بے مثل شاہکار ہے۔ جملہ علوم و فنون کا سرچشمہ ہے
انسان کو کمالِ انسانیت کے زیور سے آراستہ کرنے کا اعلیٰ ترین واسطہ
اس ربع مسکون میں امن و امان اور صلح و آشتی پھیلانے کا ذریعہ اور
موجودہ دور کے مضطرب انسان کے قلبِ پریشان کو سکون بخشنے
کا اکسیری نسخہ ہے۔ علم کی برتری اور اہمیت کو الم نشرح کرنے
والی یہی واحد آسمانی کتاب ہے۔

قرآن کریم مسلمانوں کے لئے حکومت کا حتمی وعدہ کرتا ہے۔
یہ صرف خالی خولی بلند آہنگ دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ ایسے انسان
جو تمام خوبیوں کے حامل ہوں۔ جنہوں نے ان تمام منازل کو طے
کر کے دکھا دیا ہو۔ سینکڑوں اسلام میں ہوئے ہیں۔ اور ان سب

کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کے کردار کو اللہ تعالیٰ نے اسوہ حسنہ قرار دیا ہے۔ آیئے ہم ہر دعوے کو جانچیں اور اہل اسلام و اہلِ دنیا کو روشناس کرلیں تاکہ وہ اس بیقرار، بے چین اور پر آشوب جہانِ کرب و الم کو جہاں سے امن بالکل مفقود ہو چکا ہے۔ پُر سکون بنانے کی کوشش کر سکیں۔ اور انسان اپنے خالق حقیقی سے واصل ہو سکے۔



انسانی زندگی کے دو پہلو ہیں۔ مادی اور روحانی۔ قرآن کریم نے ہر دو کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مکمل لائحہ عمل پیش کیا ہے۔ دنیاوی زندگی کے کسی پہلو کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ ضابطہ فوجداری بھی موجود ہے اور دیوانی بھی۔ تمام جرائم کی سزا بتادی گئی ہے۔ قتل عمد اور قتل خطا سے لے کر کبائر، صغائر اور حلف و وعدہ توڑنے تک کی تعزیر درج ہے یہ قرآنی سزائیں ایسی مؤثر ہیں۔ کہ اگر کوئی قوم ان کے مقتضا پر عمل پیرا ہو۔ تو اس کے افراد گناہ کی آلودگی سے بالکل پاک ہو سکتے ہیں۔ سماج بدکاری اور بدمعاشی سے سراسر مبرا ہو جاتا ہے۔ چوری کی سزا ہاتھ کا کاٹا جانا ہے۔ زنا کی سزا ایک سو کوڑے لگانا یا سنگسار کرنا ہے اگر دو چار چوروں کے ہاتھ کٹ جائیں اور زانیوں کو سرِ عام سنگسار کر دیا جائے۔ تو ایسے گناہوں کا مکمل سدِ باب ہو جائے۔ اور سماج میں جو تباہی اور خلل ان دو عام گناہوں کی وجہ سے موجود ہے۔ بالکل ختم ہو جائے۔ یہ دونوں گناہ دنیا میں عام طور پر اور ہمارے ملک

یں خاص طور پر بہت زوروں پر ہیں۔ اور قوم کو اندر ہی اندر گھن کی طرح کھا رہے ہیں۔ ہم اگر شریعتِ غرّہ کے پابند ہو جائیں۔ تو قطعیت کے ساتھ یہ جرائم بند ہو سکتے ہیں۔ ہمارے بعض یورپ زدہ دوست ان سزاؤں کو بہیمانہ قرار دیتے ہیں۔ اور بربریت کی یادگار بتلاتے ہیں ایسے لوگ صرف نظر ظاہر ہیں سے دیکھنے والے ہوتے ہیں۔ نظرِ غائر نہیں رکھتے۔ موجودہ مغربی تہذیب نہ صرف کلچر بلکہ بقول حضرت اقبال

تمہاری تہذیب اپنے ہاتھوں سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

نہایت ہی ناپائیدار ہے۔ بظاہر طور پر بڑی ہی دلکش معلوم ہوتی ہے۔ مگر حقیقت میں نہایت ہی خطرناک اور مہلک۔ اگر موجودہ تہذیب ایٹم بم کے ذریعے قوموں کو ہلاک کر سکتی ہے۔ اور معصوم شہری آبادی کو ہوائی بمباری سے تباہ و برباد کر سکتی ہے۔ تو اسے کیا حق حاصل ہے۔ کہ اس اشد ترین بربریت کے حامی ہوتے ہوئے سنگ ساری اور ہاتھ کاٹنے کی سزاؤں کو دورِ جاہلیت کی یادگار قرار دے۔ موجودہ زمانے کے لئے تو یہ سزائیں نہایت مناسب، منصفانہ اور عادلانہ ہیں۔ تمام یورپ اور یورپ زدہ اقوام میں زناکاری کی وبا اس قدر عام ہے کہ الامان۔ بعض اوقات تو ماں بہن کی تمیز قائم نہیں رہتی۔ اس اعلیٰ تعلیم اور سائنسی ترقی کا کیا فائدہ

برعکس نہند نامِ زنگی کافور

اسی متمدّن دنیا کے ایک شہر لندن میں ہی کئی ہزار بچے حرام کاری کے نتیجے پر پیدا ہوتے ہیں۔ اور اس خبر کو اخبارات میں بڑے طمطراق سے شائع کیا جاتا ہے۔ اور ایسے حرامی بچوں کو پالنے اور پروان چڑھانے کے لیے پرورش گاہیں بنائی گئی ہیں۔ ع

بریں عقل و دانش بباید گریست

پادری صاحبان دھواں دار تقریریں کرتے ہیں کہ زنا کاری بڑا عیب ہے۔ مگر عمل مفقود ہے۔ حالت روز بروز ابتر ہو رہی ہے۔ اگر قرآن کریم کا نفاذ ہو جائے۔ تو تھوڑے ہی عرصے میں یہ تمام بدکاری ختم ہو جائے۔ ہمارے ملک میں چوری اس قدر عام ہے۔ کہ ان پڑھ اور پڑھے ہوئے سب اس کے دلدادہ معلوم ہوتے ہیں۔ پولیس بھی ہے جیل خانے بھی۔ مگر چوری کی وبا بالکل نہیں تھمتی۔ اگر ہاتھ کاٹنے کی سزا شروع ہو جائے۔ اور ہاتھ کٹے شہروں میں پھریں۔ تو چوری کلیتہً بند ہو جائے۔ غرض اس طور پر ہر جرم کی سزا موجود ہے۔

اب لیجئے دیوانی، شہادت کا قانون۔ ایسا اعلیٰ بنا ہے۔ کہ دنیاوی قوانین اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ تقسیم جائداد پر مکمل بحث کی گئی ہے۔ تمام چھوٹی چھوٹی تفاصیل درج ہیں۔ نکاح اور اس کی تنسیخ اور طلاق کے لئے مفصّل ضابطہ موجود۔ لین دین۔ وصیّت بیع و اشترا، امانت وعدہ۔ ایفائے عہد وغیرہ کے متعلق صریح

احکام قرآن حکیم میں موجود ہیں۔ اگر مسلمان ان کی پیروی شروع کر دیں تو یہ مقدمہ بازی کی کثرت ختم ہو جائے۔ آج کل کی دیوانی میں جو جھوٹ کا پلندہ بنانا اور وکیلوں کو دروغ کا فروغ دینا اور جھوٹ کے لئے متخاصمین کو تلقین کرنا یہ سب بند ہو جائیں۔ لوگوں کی زندگی پاک ہو جائے۔ موجودہ دنیاوی قانون اس قدر بے کار اور ناقص ہے۔ کہ جھوٹ کے امتزاج کے بغیر مقدمہ چل ہی نہیں سکتا اگر اس عام برائی کو روک سکتا ہے تو صرف قرآنی قانون۔

آج کل کی تعلیم کا مقصدِ عظیم یہ قرار دیا گیا ہے کہ طالب علموں کو اچھے شہری بنایا جائے۔ تاکہ فارغ التحصیل ہونے تک وہ اپنے تمام فرائض سے واقف ہو جائیں۔ اور ملک و ملت کے لئے مفید ثابت ہو سکیں۔ مگر ہمارے مدارس میں اس مقصد کے حصول کے لئے کوئی تعلیم نہیں دی جاتی۔ البتہ دیگر ممالک میں ضرور اس سلسلہ میں انتظامات موجود ہیں۔ مگر قرآن حکیم نے چودہ سو سال پہلے اپنے متبعین کے سامنے صریح احکام رکھے تاکہ مسلمان اعلیٰ درجے کے شہری بن سکیں۔ قرآن حکیم نے سب سے پہلے بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان، مسلمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان رابطہ قائم کرنے کے لئے حقوق اللہ، حقوق الرسول بیان کئے پھر حقوق العباد کی پوری فہرست کا اعلان جا بجا فرمایا۔ اور بتلایا کہ اولاد پر والدین کے کیا فرائض ہیں۔ اولاد کو یہاں تک حکم ہوتا ہے کہ والدین کی اس قدر فرمانبرداری کرو کہ ان کے سامنے اُف تک نہ کرو۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا کرو۔ والدین پر جو اولاد کے فرائض عائد ہوتے ہیں۔ ان کا ذکر کیا گیا۔ یہاں تک بتلایا گیا کہ بچے کو دو

سال تک دودھ پلایا جائے۔ ازدواجی تعلقات پر حکیمانہ تذکرہ کیا گیا ہے۔ کہ زن وشوہر کے باہمی ایک دوسرے پر کیا حقوق ہوتے ہیں۔ بیواؤں یتیموں مسافروں، قیدیوں، محتاجوں اور پڑوسیوں کی خبر گیری اور امداد کے لئے متعدد بار حکم آیا ہے۔ اسی طرح حاکم و محکوم کے متعلق صریح آیات موجود ہیں۔ اگر ایک طرف مسلمانوں اور ان میں سے جو اولی الامر ہوں۔ ان کی پوری متابعت کے لیے حکم دیا گیا ہے۔ تو دوسری طرف اہل حکومت پر زوردار طریقے سے واضح کیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کو پسند فرماتے ہیں۔ ظالموں کے لئے سخت وعید کا حکم نازل کیا گیا ہے۔ کہ انصاف کرو۔ کیونکہ یہ تقویٰ کے قریب ہے۔ الغرض تمدنی تعلقات اور فرائض کا کوئی شعبہ نہیں جس پر مولائے کریم نے احکام جاری نہ فرمائے ہوں۔ اگر مسلمان انہیں جامۂ عمل پہنائیں۔ تو ایک مثالی نظامِ سلطنت قائم ہو سکتا ہے۔

## قرآن مجید اور مولانا الطاف حسین حالی

اُتر کر حرا سے سُوئے قوم آیا۔ اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا
مسِ خام کو جس نے کندن بنایا کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا۔ پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا
رہا ڈر نہ بیڑے کو موجِ بلا کا
اِدھر سے اُدھر پھر گیا رُخ ہوا کا

# قرآن کریم کے نقطۂ نظر سے
# انسانی فطرت اور تخلیقِ کائنات

دنیا کی پیدائش کے متعلق ابتدائے آفرینش سے زمانۂ حال تک بہت سی قیاس آرائیاں ہوتی رہی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ تمام عالم پانی تھا۔ کسی کا خیال ہے کہ تمام زمین کا کرّہ بیل کے ایک سینگ پر رکھا ہُوا ہے۔ سائنس کا جب زور ہُوا۔ تو اس نے اس فرسودہ خیال کا بطلان کیا۔ مگر سائنسدانوں میں بھی اختلاف رہا ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ تمام جہان اتھیر تھا۔ اور بعض خیال کرتے ہیں کہ تمام گیس ہی گیس تھی۔ مگر اکثریت اب اس امر پر متفق ہو گئی ہے کہ تمام دنیا ایک جلتا ہوا مادہ تھا۔ اس جلتے ہوئے عظیم الشان تودے میں زمین کے علاوہ دیگر اجرامِ فلکی ٹوٹ ٹوٹ کر علیحدہ ہوتے رہے۔ سورج اسی دہکتے ہوئے مادہ کا بقایا ہے۔

قرآن حکیم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا۔ کہ کیا یہ کافر نہیں جانتے کہ یہ تمام کائنات کانتا رتقا (پارہ ۱۷) ایک ہی تھی۔ پھر ہم نے انہیں علیحدہ علیحدہ کر دیا۔ اس سے واضح ہو گیا۔ کہ تمام کائناتِ عالم زمین سورج ستارے اور دیگر تمام اجرام فلکی واحد مادہ تھے۔ بعد میں علیحدہ ہوئے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ مادہ کیا تھا۔ اس کے متعلق یہ کافی

ہے۔ کہ اس دنیا کی پہلی آبادی جنات پر مشتمل تھی۔ اور جنات کو اللہ تعالےٰ نے آگ سے پیدا فرمایا ہے۔ یہ استدلال قطعی طور پر جائز ہوگا۔ کہ زندہ مخلوق جو آگ سے بنائی گئی۔ اس کے رہنے کے لئے بھی آتشی کرّہ تیار تھا۔ اسی طرح قرآنی حکمت انہیں بتلاتی ہے۔ کہ یہ تمام جہان پہلے ایک تھا۔

قرآن کریم میں مولائے کریم کا ارشاد آتا ہے کہ ہم نے تمام جاندار چیزوں کو پانی یعنی سیال مادہ سے پیدا کیا۔ شروع ہی میں رب العالمین کہا گیا۔ یعنی کئی جہان ہیں۔ جن کے پرورش کرنے والے صرف ایک اللہ تعالیٰ ہیں۔ وہ عالم کون سے ہیں؟ زمین آسمان، جمادات، نباتات، حیوانات۔ انسان، جن۔ فرشتے اور روح وغیرہ۔ انسان کے مختلف رنگوں اور زبانوں کا ذکر آتا ہے۔ جانوروں کی مختلف انواع از قسم رینگنے والے، دوڑنے والے۔ چار پاؤں والے۔ دولاتوں والے اور دودھ دینے والے قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ پرندوں کے متعلق انسان سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ ان کو خلا سے آسمان میں کون اڑاتا ہے؟ طبقات الارض کا اشارہ موجود ہے۔ نباتات کے متعلق تو کئی جگہ ایسا ذکر موجود ہے۔ کہ انسان محو حیرت ہو جاتا ہے۔ پہاڑوں، دریاؤں اور سمندروں کی تخلیق کی طرف اشارہ موجود ہے۔ چاند، سورج اور آسمان کو پیدا کرنے اور انہیں انسان کے قابو میں لانے کا بیان موجود ہے۔ آدمؑ اور آدمی کی پیدائش کی تمام جزیات کو مفصل بیان فرما دیا گیا ہے۔ تاکہ انسان اپنی اصلیت کو پہچان سکے۔

قرآن کریم میں انسان کے بعض جبلی خواص کا ذکر آیا ہے۔ اس کا یہ

منصب نہیں تھا۔ کہ وہ خیال حِس۔ جذبہ وغیرہ کا تجزیہ کرتا۔ بلکہ یہ تو خود انسان کا فرض تھا۔ کہ ان کی ماہیت کا کھوج لگاتا چنانچہ ماہرین علم النفس نے ایسا کیا۔ اور وہ اپنے تجسس میں کامیاب رہے۔ قرآن کریم نے تو خلاصہ طبع انسانی اور اس کی طبیعت کی ساخت کی اصلیت بیان کردی ہے۔ چنانچہ نطفہ کا بننا پھر اس کا ماں باپ کی طبائع کا امتزاج حاصل کرنا۔ اور لفظ امشاج سے اس کی تعبیر کرنا۔ گویا کہ علم النفس کا خلاصہ بیان کردیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل طبائع انسانی کا صاف الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے

(۱) انسان سخت جھگڑالو ہے (۲) جلد باز ہے (۳) ناشکرا ہے (۴) فخر و مباہات کا دلدادہ ہے (۵) لالچی ہے (۶) زر و دولت پہ فریفتہ ہے (۷) جلد مایوس ہو جانے والا ہے (۸) مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور لمبی لمبی دعائیں کرتا ہے (۹) کامیابی کے وقت خدا تعالیٰ کو بھول جاتا ہے۔ اور اس کامیابی کو اپنے ساتھ منسوب کرتا ہے۔ (۱۰) اولاد اور دنیاوی ساز و سامان کی کثرت کا والہ و شیدا ہے۔

اس کے علاوہ نفس کی اقسام بھی بتائی گئی ہیں۔ یعنی نفس امارہ۔ (۲) نفس لوامہ (۳) نفس مطمئنہ۔ مختصر یہ کہ انسانی طبیعت کا خاکہ اور علم النفس کا خلاصہ قرآن کریم میں بخوبی درج ہے۔

قرآن کریم نے کائنات عالم کے سربستہ رازوں سے بھی پردہ اٹھایا ہے۔ مثلاً بتایا کہ نباتات میں بھی اللہ تعالیٰ نے نر و مادہ پیدا کئے ہیں۔ آسمان سے رزق اتارا یعنی واضح کیا گیا کہ اناج پھلوں اور سبزیوں کا دار و مدار چونکہ

سورج کی شعاعوں اور حرارت پر ہے۔ اگر سورج کی حرارت پودوں کو نہ ملے تو نہ سبزی ہو سکتی ہے اور نہ ہی گودا بن سکتا ہے۔ نہ اناج اور پھل تیار ہو سکتے ہیں۔ ان کا عالمِ وجود میں آنا سورج کی شعاعوں پر منحصر ہے۔ جو کہ آسمان سے آتی ہیں۔ اس لئے رزق کا آسمان سے نازل ہونا کہا گیا ہے۔ دن کا رات میں داخل کرنا اور رات کا دن میں داخل کرنا یعنی دن اور رات کا چھوٹے بڑے ہونا کی طرف توجہ منعطف کرائی گئی ہے۔ فرعون کے جسم کو محفوظ رکھنے کے متعلق کہا گیا۔ تاکہ اس کا جسد باعثِ عبرت ہو سکے۔ لوہے کے متعلق فرمایا گیا۔ کہ اس میں سخت لڑائی ہے۔ تاکہ اقوامِ عالم اس سے "قوتِ مدافعت اور آلاتِ حرب فراہم کر سکیں۔ بہشت و دوزخ کا حال بیان کیا گیا۔ معراجِ نبوی۔ ملائک۔ جنات۔ قیامت اور دوبارہ زندہ ہونے کی تفاصیل بیان فرمائی گئی۔ روح جو کہ مبداء فیاض ہے۔ اس کے متعلق فرمایا گیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔ موت و حیات اور حیات بعد الممات کا مجملاً تذکرہ فرمایا گیا۔ غرضیکہ بے شمار ایسے امور ہیں۔ جن پر قرآن کریم روشنی ڈالتا ہے۔ جن کو سمجھنے سے انسانی عقل اور سائنسی ایجادات کاملاً عاجز ہیں۔

خدائے قدوس لازوال نے دنیا کی بے ثباتی ناپائیداری اور قلیل المتاع ہونے کے متعلق بار بار ببانگِ دہل اعلان کیا ہے۔ کہ دنیا دار المحن ہے۔ انسان کو سختی میں پیدا کیا گیا ہے۔ خوشی بھی دنیا میں موجود ہے مگر بہت کم۔ اور رنج و غم بہت زیادہ ہے۔ درحقیقت بہت کم لوگ

صحیح معنوں میں خوش ہیں۔ عیش و عشرت سے جو خوشی پیدا ہوتی ہے۔
وہ وقتی اور ہنگامی ہوتی ہے پائدار نہیں۔ اولاد اور دولت کی کثرت سے
مسرت پیدا ہوتی ہے۔ وہ دائمی نہیں ہوتی۔ بیماری۔ بڑھاپا۔ حادثات
نقصانات اور سب سے بڑھ کر موت۔ ہر شخص کو جو اس جہانِ فانی
میں پیدا ہوا شکار کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ اس کا واحد علاج یہ ہے
کہ قرآن کریم کا بغور مطالعہ کیا جائے۔ اس میں بار بار دنیا و مافیہا کے
فنا ہونے کا ذکر آتا ہے۔ اور یہ امر ذہن نشین کرایا گیا ہے۔ کہ انسان نے
لازمی طور پر اپنے خالق کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور یہ کہ موت کے
وقت عزیز و اقارب، مال و منال غرضیکہ ہر شے انسان سے جدا ہو جاتی
ہے۔ مگر اعمالِ صالح یعنی اس کی نیکیاں اس کا ساتھ دیتی ہیں۔

قرآن کریم کے پہلے پارہ کی پہلی آیات میں ارشاد باری تعالےٰ
ہے کہ یہ کتاب جس میں شک نہیں متقیوں کے لئے ہدایت ہے۔
متقی یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔
متقی کی نشانیاں بیان کی گئی ہیں۔ اس کا سب سے بڑا مقصد یہ ہوتا
ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اپنے خالق کی خوشنودی حاصل
کرے۔ اس کی نمازیں۔ عبادات۔ مرنا جینا الغرض تمام زندگی اللہ تعالیٰ
کے لئے وقف ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں کے پالنے والے
ہیں۔ ان کا کوئی شریک نہیں۔ متقی انسان ہمیشہ اللہ تعالےٰ کے سامنے
سرِ تسلیم خم کرتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ دنیاوی خواہشات۔ شہواتِ نفسانی

اور برائیوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ اور اس کی حالت یہ ہو جاتی ہے۔ کہ اگر رنج و غم ہو گا بھی تو اس کی طبیعت کو مکدّر نہیں کرے گا۔ بلکہ اس کی طبیعت بحرِ بے کراں کی طرح ہو جاتی ہے۔ جس میں جوار بھاٹا آتا ہے۔ اور اُتر جاتا ہے۔ مگر سمندر کو اس اُتار چڑھاؤ کا احساس تک نہیں ہوتا۔ جو متقی لوگ صبغتہ اللہ میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ اور ذاتِ حق سے واصل ہوتے ہیں۔ وہ ابدی خوشی میں رہتے ہیں۔ کیونکہ انہیں حقیقت کا ادراک حاصل ہو جاتا ہے کہ غم اور خوشی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ اس لئے نہ وہ غم پہنچنے پر تڑپنے لگتے ہیں۔ اور نہ خوشی ملنے پر اچھلنے لگتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کو دراصل دائمی اور غیر فانی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ یہ میرے بندے مندرجہ محاسن کے حامل ہوتے ہیں۔ اور ان کی وجہ سے وہ واصل باللہ ہوتے ہیں۔

۱۔ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ ۲۔ نماز قائم کرتے ہیں (۳) جو ان کو دیا جاتا ہے۔ اس میں سے اعتدال کے ساتھ خرچ کرتے ہیں۔

(۴) اپنی نمازوں میں عاجزی اور فروتنی کرتے ہیں (۵) لغو اور بیہودہ باتوں سے منہ موڑنے والے ہیں۔ (۶) زکواۃ ادا کرتے ہیں (۷) وہ فضول خرچی نہیں کرتے۔ (۸) وہ کنجوس نہیں ہوتے۔ (۹) زمین پر اکڑ کر نہیں چلتے۔ (۱۰) لوگوں کے ساتھ نرمی سے بات کرتے ہیں۔ (۱۱) دکھ درد میں لوگوں کے کام آتے ہیں۔ (۱۲) جو کتاب ان پر اُتری اور قبل کی کتابوں کو

برحق مانتے ہیں۔ (۱۳) وہ لوگ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب دوزخ کا عذاب ہمارے سر سے ٹال (۱۴) اپنی نمازوں کو ہمیشہ ادا کرتے ہیں۔ (۱۵) ان کے مال میں سوال کرنے والوں اور محتاجوں کے لئے ایک حصہ مقرر ہے (۱۶) قیامت کے دن کو مانتے ہیں۔ (۱۷) اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ (۱۸) اپنی گواہیوں کو ٹھیک طور پر ادا کرتے ہیں۔

(۱۹) وہ اعتدال کی راہ پر چلتے ہیں۔ (۲۰) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں ٹھہراتے (۲۱) کسی جاندار کو ناحق قتل نہیں کرتے (۲۲) زنا کے قریب نہیں پھٹکتے۔ (۲۳) بے ہودہ کاموں میں حصہ نہیں لیتے۔ جب ایسی چیزوں کے پاس سے گزرتے ہیں۔ تو بزرگانہ انداز سے گزر جاتے ہیں۔

(۲۴) توبہ کرنے اور نیک کام کرنے میں وقت گزارتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے احکام ان کو سنائے جاتے ہیں۔ تو گوش ہوش سے انہیں سنتے ہیں۔ اور ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جو جنت کے وارث ہیں۔ اور بہشت میں عزت پائیں گے۔ ان لوگوں کو جنت کے بلند محلات دیئے جائیں گے یہی لوگ فلاح پانے والے ہوں گے اور دیدار الٰہی سے مشرف ہوں گے۔ ان کو کسی قسم کا فکر ہوگا نہ غم۔ اولیاء اللہ کا خطاب ان کے لئے مخصوص ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

اسلام یہ نہیں کہتا کہ دنیا چھوڑ کر پہاڑوں کی غاروں میں جا چھپو۔ بلکہ قرآنی تعلیم کے مطابق (جس کا خلاصہ درج کر دیا گیا ہے) زندگی بسر کرو۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ رشتۂ عبودیت و مودّت قائم کرو۔

---

# قرآن کریم تمام علوم و فنون کا سرچشمہ ہے

قرآن کریم بحرِ علوم و فنون ہے جمیع العلم فی القرآن لکن
تقاصر عنه افهام الرجال

جملہ علوم کے سرفہرست اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے ادراک کا علم ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تک رسائی اس کی صفاتِ والا تبار کے ذریعے ہو سکتی ہے۔ اس لئے قرآن کریم نے ابتدا اللہ تعالیٰ کی حمد سے کی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی صفات عالیہ کا بیان اس قدر دلکش انداز میں کیا گیا ہے۔ اور یہ حمد اس قدر پُر مغز اور مبنی بر حقیقت ہے۔ کہ جس انسان کو اپنے خالق کی ذرہ بھر محبت بھی ارزانی ہوئی ہے۔ وہ اسے پڑھ کر دیوانہ وار جھوم اٹھتا ہے اور اس کا قلب بے پایاں وجد انگیز کیفیات سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ چند اقتباسات کے اردو مفہوم ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ قارئینِ کرام خود بہرہ اندوز ہو سکیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت ہی مہربان اور بہت ہی رحم کرنے والا ہے۔

(۲) تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ ان مختصر مگر جامع الفاظ میں تمام تعریف ختم کر دی گئی گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے۔ جس وقت بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" پڑھتا ہے۔ جملہ غیر اللہ کی تعریف کی نفی کرتا ہے۔ اور اقرار کرتا ہے۔ کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور

ہستی کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ اور نہ کوئی دیگر ہستی تعریف کے قابل ہے۔ محض وہ ذاتِ واحد ہی تعریف کے لائق اور قابلِ ستائش ہے۔ لفظ حمد پر الٓ لگا کر استغراق اور جنسِ تعریف کو سمو لیا ہے۔ اس سے آگے تمام سورۃ فاتحہ حمد باری عزّ اسمہٗ اور انسان کے نہایت تذلل و عجز کا مظہرِ اتم ہے۔ رحمان یعنی وہ مہربان جو بلا معاوضہ مخلوقات پر انعام و اکرام کی بارش کرتا رہتا ہے۔ رحیم بہت ہی رحم کرنے والا قیامت کے دن کا مالک ہے جب انسان دوبارہ زندہ کئے جائیں گے۔ اور اپنے مالک کے حضور میں اکٹھے کئے جائیں گے۔

(۳) تمہارا معبود ایک ہی ہے جس کا کوئی مثل نہیں۔ اس رحیم اور مہربان کے سوا اور کوئی معبود لائق پرستش نہیں۔

کہ ہے ذاتِ واحد عبادت کے لائق
زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق
لگاؤ تو لَو اس سے اپنی لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

تمام قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی صفات سے بھرپور ہے۔ درحقیقت اللہ تعالےٰ کی صفات لامتناہی ہیں۔ ان میں سے چند ایک یہاں ملاحظہ ہوں:-

(۱) اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں۔ وہ زندہ ہے۔ قائم رہنے والا ہے۔ نہ اس کو نیند آتی ہے نہ اونگھ۔ آسمان و زمین اور جو

کچھ ان کے درمیان ہے۔ اسی کا ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے حضور میں سفارش کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

(۲) زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ سورج چاند اور ستاروں کا خالق اور ان کو اندازے کے مطابق چلانے والا ہے۔

(۳) عدم سے وجود میں لانے والا ہے۔ مردہ اجسام میں جان ڈالنے والا ہے

(۴) زندہ کو مارنے والا ہے۔ (۵) دن اور رات پیدا کرتا ہے۔

(۶) تمام ارضی اور سماوی کائنات کا مالک اور بادشاہ ہے۔ جسے چاہتا ہے سلطنت دیتا ہے۔ اور جس سے چاہے چھین لیتا ہے۔

(۷) جس کو چاہتا ہے۔ عزت دیتا ہے۔ جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے اس کے ہاتھ میں نیکی ہے۔ تحقیق وہ ہر چیز پہ قادر ہے۔

(۸) اس نے بہشت اور دوزخ تیار کی ہیں۔

(۹) تمام باتوں کو سننے والا اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں کہ اس کے کوئی اولاد ہو۔ وہ پاک ہے۔ جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے۔ صرف اتنا کہہ دیتا ہے کہ ہو جا۔ بس وہ ہو جاتا ہے۔

(۱۱) اگر تمام سمندر سیاہی بن جائیں۔ اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی باتوں اور ان کے حقائق کو درج کیا جائے۔ سمندر ختم ہو جائیں گے پیشتر اس کے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق باتیں ختم ہوں۔ اس کی قدرت بالغہ کی حقیقت کو کما حقہٗ قلم بند نہیں کیا جا سکتا۔

(۱۲) آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا۔ آسمان سے پانی کس نے برسایا پھر اس سے تمام نباتات کس نے اگائی۔ تمہارے لئے ممکن ہی

نہیں تھا۔ کہ تم درخت اگا سکتے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی معبود ہے
زمین کو کس نے قائم کیا۔ اس کے لئے پہاڑ اور دریا۔ سمندر اور حدود فاصل
کس نے بنائے۔ کون ہے جو بے چین۔ بے قرار مصیبت زدہ کی دعا قبول
کرتا ہے (جب وہ اسے پکارتا ہے) اور تمہیں زمین میں اپنا نائب بنایا۔
کون ہے جو تمہاری سمندر کے اندھیروں میں رہنمائی کرتا ہے۔ کون ہے جو
اپنی رحمت کی خوش خبری دیتے ہوئے بادل بھیجتا ہے۔ کس نے تمہیں پیدا
کیا اور پھر کون تمہیں دوبارہ پیدا کرے گا۔ آسمانوں اور زمینوں کے پوشیدہ
راز جاننے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اور وہی غیب کا علم رکھنے والا ہے۔

(۱۳)۔ دانہ کو اگاتا ہے۔ (۱۴) ہر ایک کو رزق دیتا ہے۔
(۱۵) بدلہ دینے والا ہے (۱۶) ایک ذرہ بھی اس کے حکم کے بغیر نہیں ہلتا،
(۱۷) اگر ایک پتہ بھی گرے تو اسے علم ہوتا ہے (۱۸) اس کا علم ہر چیز کو
گھیرے ہوئے ہے۔
(۱۹) وہی باقی رہنے والا ہے۔ باقی ہر چیز مرنے والی اور فنا ہونے والی ہے
(۲۰) وہ ذات اور صفات کے لحاظ سے بے مثل ہے۔ اس کا نہ کوئی
شریک ہے نہ رشتے دار نہ ساجھی ہے نہ ساتھی۔ اور نہ اس
کے کوئی اولاد ہے۔
(۲۱) اگر یہ قرآن ہم پہاڑوں پر اتار دیتے تو اے نبیؐ تو دیکھتا کہ وہ اللہ تعالیٰ
کے ڈر کے مارے کانپ اٹھتے۔ یہ مثالیں ہم انسانوں کے لئے
اس لئے بیان کرتے ہیں۔ تاکہ وہ غور و فکر کریں۔ اللہ وہی ہے جس
کے سوا کوئی معبود نہیں۔ غیبات اور موجودات کا جاننے والا
ہے۔ وہ مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ اللہ وہی ہے۔ جس کے

سوا کوئی معبود نہیں ۔ بادشاہ ہے پاک ہے ۔ سلامتی دینے والا ہے امن دینے والا اور خوف سے محفوظ رکھنے والا ہے ۔ غلبہ والا اور بزرگی والا ہے ۔ اللہ تعالیٰ تمام کائنات کو پیدا کرنیوالا اور بخشش کرنے والا ۔ بنانے والا ۔ تمام اسمائے حسنیٰ اس کے لئے ہیں ۔ جو کچھ آسمان اور زمین کے درمیان ہے ۔ وہ اس کی تعریف کرتے ہیں ۔ وہ غلبہ پانے والا اور حکمت والا ہے الغرض ایسی آیات بے شمار ہیں ۔ جن میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ستائش ضیا پاش محض نمونہ کے طور پر مشتے از خروارے یہ قدسی آیات پیش کی گئیں ہیں ۔

قرآن کریم مخزن العلوم ہے ۔ اور عہد جدید و قدیم کا کوئی ایسا علم نہیں ۔ جس کی سند قرآن کریم سے نہ ملتی ہو ۔ ملاحظہ فرمائیں ۔

۱) علم البیان :۔ ھٰذا بیانٌ للنّاس (کتاب) انسان کے لئے بیان ہے ۔ قرآن کریم کی جملہ آیات مقدسہ ۔ فصاحت و بلاغت ۔ ایجاز ۔ اطراب ۔ استعارات ۔ کنایات و غیرہ اقسام مدنی سے مملو ہیں ۔ صرف یا نحو کی کوئی گنجلک کہیں نظر نہیں آتی ۔ معاندین و مخالفین نے ہزار ہا موشگافیاں کیں ۔ مگر ہمیشہ منہ کی کھائی ۔ تمام دنیائے فصاحت و بلاغت کو چیلنج دیا گیا ۔ کہ ایسی ایک ہی سورت بنا کر لے آؤ ۔ مگر آج تک کسی کو کامیابی نہ حاصل ہوئی ہے ۔ اور نہ آئندہ کبھی ہوگی ۔

۲) علم تاریخ :۔ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۔ کیا لطیف کہا ہے ۔ قسم ہے زمانہ کی کہ انسان گھاٹے میں ہے ۔ یعنی تمام ازمنہ سابقہ کی تاریخ پڑھ جاؤ اور حالات کا مطالعہ کرو ۔ انسان خواہ حاکم ہو

یا محکوم آخر اسے خسارہ ہوا۔ کوئی قوم دستبرد زمانہ سے نہ بچی۔ آغاز آفرینش سے تا حال کوئی انسانی قوم من و عن قائم نہیں۔ اور کوئی ایسا نہیں جس نے فنا کا جام نہ پیا ہو۔ تو پھر انسان عاقبت کی فکر کیوں نہ کرے اس کے ماسوا عظیم الشان انبیاء علیہم السلام کے واقعات اجمالاً اور تفصیلاً قرآن کریم میں بیان فرمائے گئے۔

اس کے علاوہ بعض ایسے بادشاہوں کا ذکر فرمایا گیا جنہوں نے خدا بننے کی کوشش کی۔ قرآن کریم نے راستہ دکھلا دیا۔ یہ مسلمانوں کا فرض تھا کہ دنیا کی داستان ہائے پارینہ کی جستجو کرتے۔ فرمایا گیا تم سے پہلے کتنی ہی قومیں ہو گزری ہیں۔ ان کا کیا حشر ہوا؟

تِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ کے متعلق فکر کیجیے

(۳) علم جغرافیہ:۔ قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ۔ اے نبی کہہ دیجئے کہ زمین کی سیر کرو۔ کتنا کامل نسخہ بتلا دیا۔ کہ دنیا کے حالات معلوم کرنے کے لئے، کرہ ارض کی حقیقت سے روشناس ہونے کے لئے زمین میں چکر لگاؤ۔ پھر تولج النہار فی اللیل اور رحلة الشتاء والصيف کی آیت۔ زمین، آسمان، سورج اور ستاروں کا بار بار ذکر کرنا علم جغرافیہ کی اہمیت کو واضح کر دیتا ہے۔

(۴) علم ریاضی:۔ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ۔ جہاں مولائے کریم شمس و قمر کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ تجری لمستقر لها اور هي مواقيت للناس وغیرہ مقامات پر تقدیر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جس کے معنی اندازہ کے ہیں

اندازہ ہمیشہ حساب و ریاضی سے لگتا ہے۔ یہ ہمارا کام ہے کہ تقدیر کے راز کو بذریعہ ریاضی منظرِ عام پر لائیں۔

(۵) علم الحیوانات :۔ بث دابۃ فی الارض ۔ ومامن دابۃ فی الارض ۔ یطیر طیرا بجناحیہ ۔ یہ تمام کی تمام آیات علم الحیوانات کو بیان کرتی ہیں۔

(۶) علم الانسان ۔ قرآن میں ارشاد ہے ۔ ترجمہ

"اور اس کی حقانیت کے دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا ۔ یہاں تک کہ تم اچھے خاصے آدمی ہو کر دنیا میں گھومنے پھرنے لگے" اس آیت سے علم الانسان (انتھروپولوجی) ماخوذ کیا گیا ۔ اس کے تحت بہت سے علوم آجاتے ہیں ۔ مثلاً عضویات (فزیالوجی) علم تشریح بدن (اناٹومی) علم الادویات طبیعات نفسیات وغیرہ۔

(۷) معاشیات اور فلسفہ معاشرت :۔ ارشاد باری تعالیٰ :۔

" اور اس کی حقانیت کے دلائل میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہاری جنس کی بیبیاں بنائیں ۔ تاکہ تم ان کی طرف مائل ہو سکو اور تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی پیدا کی ۔ (تاکہ انسانی معاشرت کا شیرازہ بکھرنے نہ پائے ۔ جس کا انحصار باہمی امداد و تعاون پر ہے اور اس امداد و تعاون کے لئے ضروری ہے کہ آپس میں ہمدردی اور محبت ہو) اس آیت سے سوشل سائنس اور مورل فلاسفی کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

(۸) علم لغت و لسانیات ۔ ترجمہ آیت :۔

"اور اس کی حقانیت کے دلائل میں سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق ہے اور تمہاری زبانوں اور تمہارے (جسمانی) رنگوں کا اختلاف ہے۔ بے شک ان تمام باتوں میں سمجھنے والوں کے لئے کافی دلائل ہیں" اس آیتِ کریمہ سے ہمیں ہیئتِ طبقات الارض علم لغت (لیکسوگرافی) لسانیات (فیلالوجی) کے اشارے ملتے ہیں۔

(۹) علم طبقات الارض، نیچرل فلاسفی :۔ ترجمہ آیت :۔

"اور اس کی حقانیت کے دلائل میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ وہ تم کو بجلی دکھاتا ہے۔ جسے دیکھ کر تم ڈرتے ہو۔ اور اس سے امیدیں بھی وابستہ کرتے ہو۔ اور وہ آسمانوں سے پانی برساتا ہے۔ جس سے مردہ زمین از سرِ نو جان پڑ جاتی ہے۔ بے شک ان تمام چیزوں میں ان لوگوں کے واسطے کافی دلائل ہیں۔ جو عقل رکھتے ہیں۔" ان آیاتِ کریمہ سے علم طبقات الارض (جیالوجی) طبیعات۔ فلسفہ حیات (نیچرل فلاسفی) علم الحیوانات ماخوذ ہیں۔

(۱۰) علم بعد الممات (میٹا فزکس) ارشاد باری تعالیٰ۔ ترجمہ :۔

"اور اس کی حقانیت کے دلائل میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے کھڑے ہیں۔ پھر جب وہ تم کو زمین سے پکار کر باہر بلائے گا۔ تو تم ایکدم نکل پڑو گے۔" اس آیت کریمہ سے علم بعد الممات یا الہیات یعنی میٹا فزکس کی طرف اشارہ ملتا ہے۔

(۱۱) علم طبیعیات :۔ ترجمہ :۔ اور زمین و آسمان کے بیچ میں مخلوق

یعنی لٹکے ہوئے بادلوں میں" اس سے ہمیں علم طبیعیات کی اہمیت کا احساس دلایا گیا ہے۔ آج کل علوم کی ترقی اس قدر بڑھی ہوئی ہے کہ کائنات کی ہر چیز کی تحقیقات ایک مستقل علم بن گئی ہے۔ اور اس لیئے اگر ان تمام علوم کا احاطہ کیا جائے۔ تو ایک اچھی خاصی ضخیم فہرست بن جاتی ہے۔ اس لیئے ہم نے صرف مشہور علوم لکھ دیئے ہیں۔ جن سے دیگر تمام متعلقہ علوم تک رہبری ہو سکتی ہے۔

## شیخ اسماعیل حقی البروصوی تفسیر میں لکھتے ہیں

ان تمام چیزوں کے پیدا کرنے کی حکمت یہ ہے۔ کہ ہر چیز میں باری تعالیٰ کی صنعت و قدرت کا جلوہ نظر آئے۔ پھر ان چیزوں میں خدا کی عظمت و جبروت کے جو دلائل نہاں ہیں وہ سب اس لئے ہیں۔ کہ انسان ان سے فائدہ اٹھائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ جب ہم ان کے سامنے اپنی حقانیت کا ثبوت پیش کرنا چاہتے ہیں۔ تو کائنات کے طول و عرض میں اور خود ان کے وجود میں اپنی صنعتوں کی کھلی ہوئی نشانیاں ظاہر کر دیتے ہیں۔
(پارہ ۲۵ سورہ حم رکوع ۶ آیت ۵۳)

دنیا خدا کی نشانیوں کی مظہر ہے۔ اسی وجہ سے فرمایا گیا ہے۔
"خدا نے جن و انس کو صرف اس لئے پیدا کیا تاکہ وہ عبادت کریں"
(پارہ ۲۷ سورہ طور رکوع ۳ آیت ۵۶)

یہاں عبادت سے مراد معرفتِ الٰہی ہے۔ اس لئے عالم کو صرف

اس لیئے پیدا کیا ہے۔ تاکہ انسان اس کو دیکھ کر معرفت الٰہی حاصل کر سکے۔ حقیقتاً سارا عالم ایک آئینہ ہے جس میں خدا تعالیٰ کی خفانیت اور اس کی عظمت و جبروت اور جاہ و جلال کے دلائل نظر آتے ہیں۔ انسان کو چاہیئے۔ کہ وہ اس آئینہ میں معرفتِ الٰہی کا جلوہ دیکھنے سے غافل نہ ہو۔

## قرآن کریم اخلاقِ عالیہ کا معلّم اور دلوں کے سکون کا ذریعہ

قرآن کریم میں انسان کو آگاہ کیا گیا ہے۔ کہ اگر وہ ضمیر و جسم کی آزادی چاہتا ہے۔ تو خدائے واحد پر ایمان لائے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے شرک۔ بت پرستی اور دوئی کو چھوڑ دے۔ اپنے سر کو غیر اللہ کے سامنے نہ جھکائے۔ توحید کا بنیادی عقیدہ قرآن پیش کرتا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی بھر نہایت کامیابی کے ساتھ اس کی تبلیغ و اشاعت فرمائی۔ اگر دنیا میں توحید کا پرچم نہ لہرایا جاتا۔ تو انسان کو غلامی اور توہم پرستی کے آہنی پنجوں سے کبھی رہائی نصیب نہ ہوتی۔ ایک اللہ کا پجاری کسی کے سامنے نہیں جھک سکتا۔ ہر قسم کے خوف سے وہ آزاد ہو جاتا ہے۔ توحید کے اصول کے بعد قرآن میں انسان کو اشرف بنانے کے لیئے اخلاقی قوانین بیان کئے گئے ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہونے کی اشد تاکید در تاکید آئی ہے۔ ملاحظہ ہو ترجمہ:۔

(۱) ایمان لاؤ اور نیک عمل کرو۔ بے عمل انسان ایسا ہے۔ جیسا کہ گدھا

جس پر کتابیں لاد دی گئی ہوں۔

(۲) نماز قائم کرو۔ کیونکہ نماز اللہ تعالیٰ کے سامنے مخلوق کو سجدہ ریز کرتی ہے اور برائی۔ سرکشی، بے حیائی اور حدود سے متجاوز ہونے سے انسان کو بچاتی ہے۔

(۳) زکواۃ دو۔ (تاکہ مال کی فراوانی انسان کو متکبر نہ بنادے اور اسے خدا تعالیٰ سے غافل نہ کردے۔ اور اس لئے کہ مال کی تقسیم ہو سکے۔ (یعنی صرف امیروں کے درمیان ہی مال نہ گھومتا پھرے) اور غربا کو فائدہ پہنچے۔

(۴) خرید و فروخت میں ترازو اور پیمانے کو پورا کرو۔ ورنہ دردناک عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

(۵) وعدہ پورا کرو۔

(۶) سچ کو باطل سے مت ملاؤ۔ حق کو مت چھپاؤ۔ صبر کرو۔ جب مصیبت پہنچے تو کہا کرو۔ ہم اللہ کے لئے ہیں۔ اور ہمیں اسی کی طرف جانا ہے۔

(۷) امانتیں پوری کرو۔

(۸) سچ پر قائم رہو۔ سچی گواہی دینے سے مت ڈرو۔

(۹) ماں باپ کی عزت کرو۔ ان کے سامنے کبھی اُف نہ کرو۔

(۱۰) غریب، مسکین، پڑوسی، رشتہ دار، اور قیدیوں کی امداد کرو۔

(۱۱) تم میں سے جو صاحبِ حکومت ہوں۔ ان کی تابعداری کرو۔

(۱۲) اپنے مال کو حاکموں کو خوش کرنے کے لئے مت خرچ کرو۔ کبھی رشوت نہ لو۔ اور نہ کبھی رشوت دو

(۱۳) جھوٹ مت بول۔ جھوٹ مٹ جانے والا ہے
(۱۴) ایسی بات مت کہو۔ جس پر عمل نہ کرو۔ یہ گناہ کبیرہ ہے۔
(۱۵) جو اللہ کے راستے میں شہید ہوتا ہے۔ اسے مردہ مت کہو۔
وہ ہمیشہ کی زندگی حاصل کر لیتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ اسے رزق دیتے ہیں۔ تم اس بات کو نہیں سمجھتے۔
(۱۶) جب کسی کے گھر جاؤ۔ اجازت طلب کرو۔
(۱۷) نبی علیہ الصلواۃ والسلام سے اپنی آوازیں اونچی نہ کرو
(۱۸) گناہ کبیرہ اور صغیرہ سے بچو اور اللہ تعالیٰ کی حدود کو نہ توڑو
(۱۹) قتل کے مرتکب نہ ہو۔ جو قتل کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہتا ہے۔
(۲۰) زنا مت کرو۔ ورنہ سخت دردناک عذاب کے مستحق ہو گے۔
(۲۱) کسی کا مال غصب نہ کرو۔ یتیم کا مال مت کھاؤ۔
(۲۲) اپنی بیویوں کے حقوق ادا کرو۔ اور بیوی خاوند کے حقوق ادا کرے
(۲۳) چوری مت کرو۔ اور ناجائز طریقے سے جلب زر نہ کرو۔
(۲۴) کئے ہوئے معاہدوں اور عہد ناموں کی پوری پوری حفاظت کرو۔
(۲۵) دنیا متاع قلیل ہے۔ اور یہ متاع نہایت ذلیل اور گندہ کیڑا ہے۔
کثرتِ مال و اولاد تمہیں غافل نہ بنا دے۔
(۲۶) اللہ کے ذکر سے غافل مت ہو۔ اٹھتے بیٹھتے، لیٹے اس کی یاد کرو۔
اس کی حمد کرو۔ اور اس کا شکر ادا کرو۔
(۲۷) جب مصیبت پڑے تو مایوس مت ہو۔ عجز و نیاز کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے حضور میں دعا کرو۔

(۲۸) ظلم مت کرو۔ ظالموں کو فلاح نہیں ملے گی۔

(۲۹) چغلی مت کرو۔

(۳۰) انصاف کرو۔ کیونکہ یہ تقویٰ کے قریب ہے۔

(۳۱) سُود مت کھاؤ۔

(۳۲) عورتیں پردہ کریں۔ اپنی زینت لوگوں کو نہ دکھلائیں

مندرجہ بالا احکام پر عمل پیرا ہو کر انسان دل کا سکون اور بزرگی و کمال حاصل کر سکتا ہے۔ جو ان احکام کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ اس کے لئے عذاب لازمی قرار دے دیا گیا ہے۔ صراطِ مستقیم پر چلنے کی بار بار ہدایت کی گئی ہے۔ کیونکہ اگر دنیا بھر کے انسان ان احکام پر کاربند ہوں تو پھر دنیا میں امن و امان کیوں نہ ہو۔ اضطراب و اضطرار کا فوراً خاتمہ کیوں نہ ہو جائے۔ اور جنگ کے مہیب بادل ہمیشہ کے لئے کیوں نہ چھٹ جائیں۔ اور تمام کرۂ ارض پر امن و سکون کا دور دورہ ہو۔

کسی اور ذریعے سے اطمینانِ قلب حاصل کرنا ناممکنات سے ہے۔ انسان نے علمی اور ذہنی ترقی میں کمال حاصل کر لیا ہے۔ آسمان کی لامحدود فضا۔ سمندروں کی انتھاہ گہرائی صحراؤں کی لق و دق پہنائی۔ پہاڑوں کی مہیب اونچائی اور ربع مسکون کا کوئی قطعہ اس کی دست برد سے نہیں بچ سکا۔ آسمان کی فضا میں ہوائی جہاز اڑائے جاتے ہیں۔ سمندر کی تہہ میں غوطہ خور کشتیاں چلائی جا رہی ہیں۔ صحرا کو عبور کرنے کے لئے بہت سبک رفتار کاریں ایجاد ہو چکی ہیں۔ پہاڑوں کی چوٹیوں تک پہنچنے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ چاند پر انسان اتر چکا ہے۔ دنیا کا ہر گوشہ انسان کے زیرِ نگین آگیا

ہے ۔ غریب سے لے کر امیر تک ہر قسم کی آسائش فراوانی کے ساتھ مہیا کر دی گئی ہے ۔ لیکن ان سب کے باوجود پچھلے سو سال سے دنیا کا امن و امان تہہ و بالا ہو رہا ہے ۔ کیونکہ سائنسی ایجادات بجائے سکون پیدا کرنے کے انسان کی تباہی کے آلات بنانے کا ذریعہ بن گئی ہیں میزائل اور ایٹم بم بن چکے ہیں ۔ جو لاکھوں لوگوں کو ایک لمحہ میں فنا کے گھاٹ اتار سکتے ہیں ۔ آج کی دنیا میں امن و آشتی کا دور ختم ہو چکا ہے ۔ کوئی شخص اطمینان کا سانس لیتا نظر نہیں آتا ۔ ہر ملک جنگ کی تیاری میں مصروف ہے ۔ ایک ملک دوسرے سے خائف ہے ۔ امن عالم ختم ہو چکا ہے ۔ اس سائنسی ترقی نے انسان کے قلب کو مضطرب کر دیا ہے ۔ ہر طرف بے چینی پیدا کر دی ہے اور ہر جگہ بیقراری کار فرما ہے ۔ اس کا سبب کیا ہے ؟ یہی کہ انسان مادیت کی طرف راغب ہو چکا ہے ۔ مادہ پرستی انتہا کو پہنچ چکی ہے روحانیت جو تسکین قلب کا واحد ذریعہ ہے ۔ انسان کی توجہ کے قابل نہیں رہی ۔ اب بھی اگر دنیا کو امن و امان اور انسان کو اطمینان کی تلاش ہو ۔ تو اس کی طرف متوجہ ہونا چاہیے ۔

قرآن کریم نے سورۃ فاتحہ میں انسان کو سکھلایا ۔ کہ وہ صراطِ مستقیم پر چلے ۔ اس راستہ پر گامزن ہونے سے انسان مطمئن ہو سکتا ہے ۔ آگے چل کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو ۔ اور پھر صاف طور پر فرمایا ۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی دلوں کو اطمینان اور قرار بخشتا ہے ۔ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا خاشعین اور صابرین کی جماعت میں داخل ہو جاتا ہے ۔ وہ محض اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے

اور مصیبت آنے پر صبر کرتا ہے۔ وہ عمل صالح کرتا ہے۔ بدی سے بچتا ہے۔ راحت اور مصیبت دونوں حالتوں میں اس کا دھیان اللہ تعالیٰ کی طرف رہتا ہے۔ اس لئے اس کا قلب بے چینی سے بچا رہتا ہے۔ اس لئے اگر کوئی ذریعہ تسکین اور قرارِ دل کا ہو سکتا ہے۔ تو قرآن کریم کا بنایا ہوا طریقہ۔ اس پر عمل کرنے سے نہ صرف انسان خود مطمئن ہو سکتا ہے۔ بلکہ ساری دنیا کو جسے سائنس ورطہ ہلاکت میں دھکیل رہی ہے۔ بچا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے احکام سے ہم دین کا علم حاصل کر کے بہرہ ور ہو سکتے ہیں۔ اسی لئے پہلے پارہ میں خالق حقیقی نے حضرت آدمؑ اور فرشتوں کا واقعہ بیان فرمایا۔ جس میں حضرت آدم علیہ السلام کو علم کی وجہ سے ملائکہ پر فوقیت حاصل ہوئی۔ اسی لئے فرمایا۔ ترجمہ

(۱) جو لوگ تم سے ایمان لائے۔ اور اسی طرح جو لوگ علم سے بہرہ اندوز ہیں۔ خداوند تعالیٰ ان کا رتبہ بلند کریں گے۔ (سورہ مجادلہ)

(۲) اللہ تعالیٰ کے بندوں میں صرف اہلِ علم ہی خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ کیونکہ وہ خدا کی صفات عام لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں (سورہ فاطر)

(۳) وہ نبیؐ ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ (سورہ جمعہ)

(۴) ومن اوتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا

حکمت اور علمیت مترادف ہیں جس شخص کو حکمت دی گئی۔ اسے نیکی کثرت سے دی گئی۔

اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں۔ اور نیک عمل کریں سو خدا انہیں دنیا میں بادشاہت دے گا۔ جس طرح ان لوگوں کو دی تھی۔ جو ان سے پہلے تھے۔

مسلمان خود اندازہ لگائیں کہ آیا وہ اس سلطنت کے مستحق ہیں یا نہیں۔ سب سے پہلے یہ شرط قرار پائی ہے کہ ایمان اور عمل دونوں کو قائم کیا جائے۔ اگر یہ قائم نہ ہو سکیں تو سلطنت بھی قائم نہ رہے گی۔ تقریباً دو سو سال بعد ہندوستان میں دوبارہ اسلامی حکومت کی بنیاد محض اللہ تعالیٰ کے کرم سے پڑی ہے۔ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا وعدہ اٹل ہوتا ہے۔ ہماری شامتِ اعمال ہے کہ ہم اس قابل نہیں رہے کہ دنیا کی حکومت ہمارے سپرد کی جائے۔

اس لئے ہم سب کا فرض ہے کہ ہم نہ صرف قرآن کریم پڑھیں بلکہ اس کے تمام احکام کی بسر و چشم تعمیل کریں اور اس طرح اپنے ایمان کو پختہ بنائیں اور اعمالِ صالح کے ذریعے اپنے قلوب کو اطمینان و سکون کا مسکن بنائیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

"کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا۔ جب تک وہ قوم خود اپنی اصلاح نہ کرے۔"

---

# قرآن کریم اور سائنس

قرآن کریم سائنس کا محتاج ہرگز نہیں اور نہ ہی اس کا سائنس پر انحصار ہے۔ ہاں اس نے سائنس کی طرف رہنمائی ضرور کی ہے سائنس کیا ہے؟ حقیقتِ نفس الامری کی تلاش ہے۔ قدرت کے حقائق کی چھان بین ہے۔ وہ ان کو باقاعدگی سے علت و معلول کے سلسلے میں منسلک کرتی ہے۔ قرآن کریم نے جابجا قدرت کے مناظر کو بیان کیا ہے۔ نہ صرف بیان پر اکتفا کیا ہے۔ بلکہ ان کے بغور دیکھنے، سبق حاصل کرنے، اور حقائق کے معلوم کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔ اللہ تبارک تعالےٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

"تحقیق آسمان اور زمین پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے فرق میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ وہ لوگ اللہ کی یاد کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہوئے کرتے ہیں۔ آسمان اور زمین کی تخلیق یعنی اس کے پیدا ہونے کے متعلق غور و فکر کرتے ہیں۔ (کہتے ہیں)، اے ہمارے رب تو نے یہ (کارخانۂ قدرت) بے کار نہیں بنایا۔ (آل عمران) اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ جس وقت ان کو اللہ کے احکام کے ذریعے سے نصیحت کیجاتی ہے تو ان پر اندھے بہرے ہو

کر نہیں گرتے" (پارہ ۲۰)

ان آیاتِ مقدسہ میں اللہ تعالیٰ انسانوں کو تاکید فرماتے ہیں۔ کہ کائنات کا مطالعہ کرو۔ اس کے حالات۔ اس کے بنانے اور اس کی تخلیق پر غور کرو۔ قرآن مجید کے مضامین پر سوچ بچار کرو اور انہیں سمجھنے کی کوشش کرو۔ اور جب اس کی آیات یا احکام سنائے جائیں۔ تو ان پر غور و فکر کرو۔ تب ہی قدرت کے اسرار آشکارا ہو سکتے ہیں۔ اور تحقیق و تدقیق بھی قرآن کریم کے بتائے ہوئے طریقے سے ہو سکتی ہے کہ اٹھتے۔ بیٹھتے اور لیٹے ہوئے عجوبہ کائنات پر غور و فکر کرتے رہو۔ اس کی حقیقت کو معلوم کرنے کی کوشش کرو۔ یہی طریقہ سائنس نے نزولِ قرآن کے صدہا سال بعد اپنایا۔ اب یہ ہمارا قصور ہے کہ ہم قرآن کریم کی آیات کو پسِ پشت ڈال رہے ہیں۔ تحقیق و تجسس کو چھوڑ کر مغرب والوں کی بری عادتوں کی نقالی پر کمر بستہ ہیں۔

قرآن کریم میں متعدد بار آیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں داخل کرتے ہیں۔ اور دن کو رات میں داخل کرتے ہیں یہ باری تعالیٰ کی ہستی کا عظیم ثبوت ہے۔ کیا کبھی ہم نے غور کیا۔ کہ یہ بار بار کیوں فرمایا گیا ہے۔ غور کیجئے دن اور رات کا سال میں چھوٹا بڑا ہوتے رہنا کس قدر حیرت انگیز امر ہے۔ اس کائنات کو بنے ہوئے لاکھوں سال گزر چکے ہیں۔ یہ

مگر ہزار ہا سال پہلے جب آج کی تاریخ آئی تھی۔ اس دن بھی سورج کے طلوع و غروب کا یہی وقت تھا۔ جو آج ہے۔ غور کیجئے سالہا سال سے یہ کائنات رواں دواں ہے۔ مگر مجال ہے اس کے اوقاتِ مقررّہ میں فرق آیا ہو۔ ایک خاص تاریخ پر دن بڑا ہوتا ہے اور رات چھوٹی ہو جاتی ہے۔ پھر رات بڑی ہو جاتی ہے اور دن چھوٹا ہو جاتا ہے۔ بے شمار سال گزر گئے۔ مگر اس میں فرق نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حیرت انگیز کمال ہے اسی لئے اس کا ذکر اکثر قرآن کریم میں آیا ہے۔

ایک اور معنی بھی ہو سکتے ہیں۔ دنیائے قدیم یعنی ایشیا۔ افریقہ، یورپ وغیرہ میں دن رات میں داخل ہوتا ہے۔ تو امریکہ میں رات دن میں داخل ہو جاتی ہے۔ قرآن کریم کا اعجاز دیکھئے جب کہ اس کے نزول کے وقت امریکہ کے دونوں براعظم شمالی اور جنوبی دریافت نہیں ہوئے تھے مگر اس وقت بتلا دیا گیا۔ کہ ایک مقام پر رات دن میں داخل ہوتی ہے۔ تو دوسرے مقام پر دن رات کی جگہ لیتا ہے۔ سبحان اللہ۔ کہتے ہیں کہ اس حقیقت کا پتہ لگاتے ہوئے عرب امریکہ پہنچے۔

قرآن کریم میں کئی بار آیا ہے۔ کہ ہم تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتے ہیں۔ یہ سمجھنا تو آسان ہے کہ زمین سے رزق ملتا ہے۔ کئی مغرب زدہ لوگ آسمان کا لفظ پڑھ کر چکرا جاتے ہیں۔ عقل والوں نے یہ راز بھی کھول دیا۔ نباتات یعنی پودوں میں جو سبز مادہ نمودار ہے۔ یہی اس کا جوہر ہے۔ جو غلہ، پھل، پھول اور دانے کو بناتا ہے۔

اگر یہ سبز مادہ جسے انگریزی میں کلوروفل کہتے ہیں نہ ہو تو لکڑی پھل اور غلہ ہرگز وجود میں نہیں آسکتے۔ یہ کلوروفل کیسے بنتا ہے۔ درختوں کے پتے اصل میں قدرت کی بنائی ہوئی عمل گاہیں ہیں۔ سورج کی شعاعیں یہ پتے جذب کرتے ہیں۔ پھر یہ شعاعیں ان پتوں میں جڑوں کے ذریعے پہنچنے والے نمک اور دیگر مادوں کو کلوروفل میں تبدیل کر دیتی ہیں۔ پتے اصل میں لیبارٹریاں ہیں۔ جہاں شعاعیں اپنا کیمیائی عمل کر کے سبز مادہ بنا دیتی ہیں۔ اس طرح رزق کا پیدا ہونا بھی آسمان پر منحصر ہے۔ کیونکہ سورج کی شعاعیں آسمان کی طرف سے آتی ہیں۔ اور ہمارے رزق کو پیدا کرنے کا باعث بنتی ہیں۔

بارش کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک بیّن ثبوت قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کا کئی بار ذکر آیا ہے۔ خاص طور پر قیامت جو رستت وخیز کا دن ہوگا۔ اس کے ثبوت میں بھی بارش کا ذکر آیا ہے کہ جس طرح ہم خشک زمین پر نزولِ باراں کرتے ہیں۔ تو وہ ابھرتی ہے۔ پھولتی ہے۔ پھر اس سے نباتات اُگ آتے ہیں۔ اسی طرح قیامت کے روز تمام مُردوں کو زندہ کر دیا جائے گا۔

قرآن شریف نے علم نباتات کا ایک اہم مسئلہ تقریباً ڈیڑھ ہزار سال پہلے بیان کر دیا۔ جو کہ سائنس دانوں نے اٹھارویں صدی میں جا کر دریافت کیا۔ وہ کیا ہے۔ خداوند تعالےٰ نے قرآن کریم میں چند مقامات پر اعلان فرمایا کہ غور کرو۔ ہم نے نباتات میں نر اور مادہ پیدا کئے ہیں۔" ماہرین نباتات

اس کو تسلیم کر چکے ہیں۔

## تخلیق کائنات

: قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کافروں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں "کیا کافر نہیں دیکھتے کہ آسمان اور زمین ایک تھے۔ پھر ہم نے انہیں علیحدہ علیحدہ کر دیا۔" (پارہ ۱۷ سورہ انبیاء)

علم تخلیق کائنات یعنی کوز مولوجی کے طالب علم بخوبی جانتے ہیں۔ کہ موجودہ سائنس کہیں انیسویں صدی میں اس نتیجے پر پہنچی۔ کہ کل کائنات یعنی زمین چاند، ستارے، سورج اور سیارے وغیرہ ایک تھے۔ اور یہ تمام کائنات دہکتی ہوئی آگ کا تودہ تھی۔ پھر مرور ایام کے ساتھ کچھ حصے علیحدہ ہوتے چلے گئے۔ قطعی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ کس طرح؟ مگر مفروضہ یہ ہے کہ شاید رگڑ کی وجہ سے یا ہوا کے ساتھ ٹکراؤ کی وجہ سے مختلف سیاروں کی علیحدگی عمل میں آئی ہو۔ اب سورج اس کا بقایا رہ گیا ہے۔ یہ موجودہ تحقیقات کا خلاصہ ہے

قرآن کریم نے تکوین عالم کو چند الفاظ میں اختصار سے بیان فرما دیا۔ اور بنی نوع انسان کو دعوت دی کہ کدوکاوش کرے۔ تحقیق و تدقیق کرے اور حقیقت کو دریافت کرے۔

موجودہ سائنس کا یہ کہنا کہ پہلے تمام کائنات آگ کا عظیم انگارہ تھی قرین قیاس ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانوں سے قبل جنات کو بنایا۔ اور قرآن کریم بتلاتا ہے کہ جنوں کو آگ اور دھویں سے بنایا گیا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمام کائنات نور کی بنی تھی۔ اس وقت ملائکہ یعنی فرشتے تھے۔ جو کہ نور سے بنے۔ پھر جب اس کائنات کو آگ میں تبدیل کر دیا ہوگا تو لازماً اس کے رہنے والے جن بھی آگ سے بنائے گئے ہوں گے۔ اور جب زمین کی بیرونی سطح ٹھنڈی ہوگئی تو اس پر آدم علیہ السلام کو جو کہ پہلے انسان تھے۔ اتار دیئے گئے۔ اور اس طرح بنی نوع انسان کی جولانگاہ بنا دی گئی۔ مولانا ظفر علی خاں نے خوب فرمایا۔ ع

جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا اور نقطہ وروں سے کھل نہ سکا

وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے "لوہے میں سخت لڑائی رکھی گئی ہے"

(القرآن سورہ حدید)

جن قوموں نے اس پُر از حکمت ارشاد پر تحقیقات کیں اور پھر اسے عمل میں لائے۔ وہ علم حرب میں اوجِ کمال پر پہنچ گئے۔ جو محض اسے پڑھتے رہے اس پر عمل نہ کیا۔ انہوں نے لوہے کی قدر کو نہ پہچانا۔ وہ زوال پذیر ہوتے چلے گئے قرآن کریم میں برق کی کچھ کیفیت بیان فرمائی گئی ہے۔ برق یعنی بجلی کے متعلق ارشاد فرمایا "جب یہ چمکتی ہے وہ اس میں چلتے ہیں۔ جب اندھیرا ہو جاتا ہے۔ وہ خاموش کھڑے رہ جاتے ہیں" (القرآن ۲/۱)

"اور اسی کے نشانات میں سے ہے کہ تم کو خوف اور امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے۔ اور آسمان سے مینہ برساتا ہے۔ اور پھر زمین کو اس کے مرجانے کے بعد زندہ کر دیتا ہے۔ عقل والوں کے لئے اس میں

بہت سی نشانیاں ہیں۔ (الروم ۲۴)

"اور وہی تو ہے جو تم کو ڈرانے اور امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا ہے اور بھاری بھاری بادل پیدا کرتا ہے۔" (الرعد ۱۲)

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا۔ کہ ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنایا۔ یہ پڑھ کر بہت سے لوگ حیران رہ جاتے ہیں۔ کہ آسمان کو چھت کیسے بنایا۔ لیکن اہل علم و دانش نے معلوم کیا واقعی کرہ ارض پر واقع آسمان جو ذرات سے بھرپور ہے۔ ایک اعلیٰ ترین چھت ہے جس نے اس زمین کو آگ میں بھسم ہونے سے بچایا۔ کیونکہ جو کوزمک شعاعیں (Cosmic rays) سورج اور دیگر سیاروں سے نیچے زمین کی طرف آتی ہیں۔ انہیں آسمان جذب کر لیتا ہے۔ اگر یہ انتظام نہ ہوتا۔ تو زمین جل کر راکھ ہو جاتی۔ اور اس کا وجود ختم ہو جاتا۔ ملاحظہ کیجئے آیات اور غور و فکر کیجئے۔ "اور ہم نے آسمانوں کو ایک محفوظ چھت بنایا۔"

(سورہ انبیاء ۳۲)

"اور ہم نے زمین کے نزدیک کے آسمان کو ستاروں سے مزین کر دیا"

(سورہ الملک ۵)

جب کوئی قوم بام عروج پر پہنچ جاتی ہے۔ تو دوسری قومیں اس کی اختراعات، ایجادات حتیٰ کہ ان کے الفاظ اور اصطلاحات کو اپنا لیتی ہیں۔ جب عرب علوم و فنون میں ترقی کر گئے۔ تو دوسری قوموں نے ان کی پیروی کی۔ چنانچہ یورپی زبانوں نے علی الخصوص انگریزی میں

بہت سے عربی الفاظ کو اپنا لیا ہے۔ ملاحظہ ہو:۔
القلی سے Alkali بنایا گیا۔ الکیمیا ALCHEMY اور کیمسٹری
بنائے گئے۔ اعواریہ سے Average القسمت سے Azimuth
ارغوان سے AZURE الجبرا سے Algebra شکر سے Sugar
شکر قندی سے Candy کافور سے Camphor
کیل سے کلو Kilo الزرنیخ سے ARSENIC امیر البحر سے ADMIRAL
صفر سے ZAFFRE موسم سے Monsoon اور صفر سے zero
انگریزی لغات نے خود تسلیم کیا ہے کہ ان الفاظ کا اصل عربی ہے۔
عربوں کے علوم و فنون نے یورپ کو چندھیا دیا تھا۔ وہ مجبور ہو گئے۔ کر ان کی ترقی سے استفادہ کریں۔ اسی لئے انگریز علما نے اس امر کو مانا اور بریفاسٹ۔ ہٹی۔ لین پول اور ڈریپر نے عربوں کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ فقط بریفاسٹ کا ایک اقتباس ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

سائنس کی ہستی عربی تمدن کی مرہونِ منت ہے۔ پندرھویں صدی تک جو بھی سائنس کی سرگرمی یورپ میں موجود تھی۔ وہ محض عربوں کے علوم کو اپنانے تک محدود تھی۔ اور عربوں کے علوم و فنون میں اس نے کوئی ایزادی نہیں کی۔ عربی تمدن کا دورِ حاضرہ کی ترقی میں سب سے زیادہ اہم حصہ سائنس کے میدان میں ہے۔ لیکن اس کے پھل کو پکنے میں دیر لگی۔ یہ صرف سائنس نہیں تھی۔ جس نے یورپ کو دوبارہ زندہ

کیا۔ بلکہ اسلامی تہذیب کے دوسرے اثرات تھے۔ جس نے یورپی زندگی کو پہلی چمک عطا کی۔ (دی میکنگ آف ہومینیٹی از بیری فالٹ ۲۰۲ پیرا ۲۰۲)

## قرآن کریم کے مطابق چھ ادوار جن کو دن کہا گیا ہے۔

آسمان وزمین، اجرام سماوی، زمین کی تشکیل اور زمین کی ترقی پر محیط ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اپنے سامانِ زلیست کے ساتھ انسان کی مسکن بنی۔ جہاں تک زمین کا تعلق ہے۔ یعنی اس کے حوادث کا ذکر قرآن کریم میں کیا گیا ہے۔ وہ چار ادوار میں رونما ہوئے۔ قرآن کریم کے زمین سے متعلق بیان کردہ ان چار ادوار میں غالباً زمین کے وہ چار ابتدائی دور تصور کئے جائیں گے۔ جن کا جدید سائنس ذکر کرتی ہے۔ اور جیسا کہ ہمیں معلوم ہے۔ کہ جدید سائنس کی رو سے چوتھے زمینی دور میں انسان کا ظہور ہوا۔

قرآن کریم میں زمین کی طرح آسمانوں کی تعداد بھی سات بیان کی گئی ہے۔ جدید سائنس آسمانوں سے متعلق قرآن کریم کے اس بیان کی بھی تصدیق کرتی ہے۔ ان مشاہدات کی بنا پر جو نجمی طبیعات کے ماہرین نے کہکشائی جہانوں کی بڑی کثیر تعداد پر کئے ہیں۔ قرآن کریم کے بیان کی تصدیق کرتے ہیں۔ اسی طرح نظام شمسی کی حرکات کے قوانین بھی مقرر ہیں۔ حرارت و نور کے گھٹنے بڑھنے کا قاعدہ مقرر ہے۔ ان کی شدت فاصلے کے مربع کی نسبت سے کم ہو

جاتی ہے۔ اور قرب سے زیادہ سورج کی روشنی اور حرارت کی شعاعوں کی رفتار مقرر ہے۔ سورج سے سیاروں کے بُعد (فاصلہ) کا قانون مقرر ہے۔ گویا تمام کے تمام اجرام فلکی ایک مربوط و مضبوط نظام میں بندھے ہوئے چل رہے ہیں۔ اس لئے قرآن کریم میں فرمایا گیا۔

"نہ تو سورج کی یہ مجال ہے کہ وہ چاند کو پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے۔ اور سب کے سب آسمان میں تیر رہے ہیں۔" (سورہ یٰسٓ)

سورہ رعد کی آیت نمبر ۱۲ ، ۱۳ ۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :۔

"وہی ہے جو تمہارے سامنے بجلیاں چمکاتا ہے۔ جنہیں دیکھ کر تمہیں اندیشے بھی لاحق ہوتے ہیں۔ اور امیدیں بھی بندھتی ہیں۔ وہی ہے جو پانی سے بھرے ہوئے بادل اٹھاتا ہے۔ بادلوں کی گرج اس کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کرتی ہے۔ اور فرشتے اس کی ہیبت سے لرزتے ہوئے اس کی تسبیح کرتے ہیں وہ کڑکتی بجلیوں کو بھیجتا ہے اور بسا اوقات انہیں جس پر چاہتا ہے، عین اس حالت میں گرا دیتا ہے۔ جبکہ لوگ اللہ کے بارے میں جھگڑا کر رہے ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ (اپنے دشمن کو) بڑی سرعت سے ہلاک کرنے والا ہے"

موجودہ تحقیقات کے مطابق بادلوں کے بخارات آبی میں ہلکا سا برقی بار (چارج) ہوتا ہے۔ جب ٹھنڈک سے اوپر جاکر یہ بخارات پانی کے

چھوٹے چھوٹے قطروں میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اور پھر یہ قطرات آپس میں مل کر بڑی بوندیں بن جاتی ہیں۔ تو اس وقت بادل کا برقی بار بہت بڑھ جاتا ہے پھر برقی امالہ کی وجہ سے بلند عمارتوں اور زمین پر مخالف قسم کی بجلی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جس وقت ان مخالف اقسام کی بجلیوں کا وولٹیج اتنا بڑھ جاتا ہے کہ ہوا کی غیر موصلیت ان کی باہمی کشش میں حائل ہونے سے قاصر رہ جاتی ہے تو ان کے ملاپ سے لاکھوں وولٹ اور ۳۰۰۰۰ سنٹی گریڈ درجہ حرارت کا شعلہ آتشیں پیدا ہوتا ہے۔ جسے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتہ رعد کے آتشیں کوڑے کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ جو کڑک پیدا ہوتی ہے۔ اسے فرشتہ کی ڈانٹ بتایا۔ اس صاعقہ کی خاصیت یہ ہے کہ اگر مکان یا پہاڑ پر گرے تو اسے شق کر دیتی ہے۔ درخت پر گرے تو اسے جلا دیتی ہے۔ کسی جانور پر گرے تو اسے ہلاک کر دیتی ہے۔ عموماً اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ایک بادل کا برقی بار اس کے قریب ہمسایہ والے بادل کے مخالف برقی بار کی طرف کوندتا ہے۔ اور معمولی شرارے پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جن سے عمارات اور مخلوقِ ارضی کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ مگر جب اس کی مشیت ہوتی ہے۔ تو برقی بار کی شدت وولٹیج کے ایک خاص اندازہ سے بڑھ جاتی ہے۔ اور جب مرطوب ہوا جو نیم موصل ہوتی ہے۔ مخالف بجلیوں کے آپس میں ملنے سے نہیں روک سکتی۔ اس وقت بجلی زمین پر گرتی ہے اور قہر لاتی ہے۔

# قرآن کریم اور معجزات

(ا) جیسا کہ پہلے ذکر ہوا۔ قرآن مجید خود ایک معجزہ ہے۔ اس کا ایک ایک حرف اسی طرح محفوظ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا۔ قیامت تک قائم دائم رہے گا۔

(ب) **معراج شریف**:- حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام۔ براق (مشتق از برق بمعنی بجلی) پر سوار کر کے چشم زدن میں ہفت افلاک بہشت و دوزخ کی سیر کرواتے ہوئے عرش معلےٰ تک پہنچا دیا۔

(ج) **شق القمر**:- اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت حضور پُرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک انگلی کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے ہوئے۔

(د) قرآن حکیم کی **فصاحت وبلاغت** کا درجہ تمام کتابوں سے بہتر ہے۔ اس کی عبارت میں شوشہ بھر بھی غلطی نہیں پائی جاتی بر خلاف ازیں انجیلوں کے جو ترجمے انگریزی میں ہوئے تھے۔

ان میں ہزاروں غلطیاں تھیں۔ شاہ جیمز کے زمانہ میں انہیں درست کیا گیا۔ اب بھی انگریزی کے ماہرین کلام اس کے الفاظ کو درست کرتے رہتے ہیں۔ عبارتوں کو ردو بدل کر دیتے ہیں۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا)

(و) قرآن کی وسعت مضامین کی یہ حالت ہے کہ کوئی ایسا مسئلہ جس کا تعلق تہذیبِ نفس ، تزکیہ روح ۔ اطمینانِ قلب اور نجات سے ہو۔ اسے قرآن نے واضح الفاظ میں بیان اور حل کیا ہے۔

توحید باری کو اس خوبی اور بسط و شرح سے بیان کیا ہے۔ کہ انسان پر محویت طاری ہو جاتی ہے۔ کوئی دوسری کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

(ز) قرآن تمام کائناتِ عالم کے لئے ہدایت نامہ ہے۔ انسان کا خدا سے تعلق جوڑتا ہے۔ اور اسے واصل باللہ کرتا ہے۔

(ح) قرآن تمام مقدس نبیوں کی تعلیماتِ صحیحہ کی ستائش کرتا ہے۔ کسی سابقہ نبی کی اہانت نہیں کرتا۔ یہی اس امر کی دلیل ہے۔ کہ قرآن خدا کا بلاشبہ کلام ہے۔ ورنہ عیسائی۔ یہودی۔ ہندو پارسی وغیرہ اپنے اپنے بانیوں کی تو تعریف کرتے ہیں۔ اور ما سوا ان کے کسی کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھتے۔ قرآن اپنے ماننے والوں یعنی مسلمانوں کو سابقہ رسولوں اور نبیوں کا احترام کرنے کا حکم دیتا ہے۔ ان پر ایمان لانے کی ہدایت کرتا ہے۔ برخلاف

عیسائی۔ یہودی اور ہندو اپنے پیغمبروں کے سوا دوسروں کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ بلکہ دشنام طرازی کرتے ہیں۔ مثلاً قرآن نے حضرت مسیح علیہ السلام اور والدہ صدیقہ مریمؑ کی صفائی پیش کی۔ یہودی جو ان پر بے وسروپا جھوٹا الزام لگاتے تھے۔ اس کی تردید کی مگر عیسائی بجائے اسلام کے مشکور ہونے کے بانئے اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سینکڑوں سالوں سے گند اچھالتے آرہے ہیں۔ جو کہ چاند پر تھوکنے کے مترادف ہے۔

(ط) قرآن مجید گورے، کالے، رنگ ونسل اور ملک کے امتیازات کو ملیامیٹ کرتا ہے۔ اور تمام بنی نوع انسان کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور اس کے بندے قرار دیتا ہے۔ اس کے برخلاف دوسری کتابیں نسلی تفاخر قائم کرتی ہیں۔ مثلاً یہودی اپنے برابر کسی کو نہیں سمجھتے۔ ھندو اپنے سوا سب کو ملیچھ قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح عیسائی کالے گورے کی تمیز قائم کرتے ہیں۔ اور پادریوں کو سب سے اونچا مقام دیتے ہیں۔

(ی) باقی مفروضہ آسمانی کتابوں کے کئی کئی مصنف ہیں۔ لیکن قرآن کا مصنف واحد خدا ہے۔ اور اس کا مبلغ اوّل اور معلّم اول صرف ایک مُحَمَّدٌ رَسُولُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہیں۔ مثلاً بائبل مختلف کتب وصحائف کا مجموعہ ہے۔ ہر ایک کا لکھنے والا علیحدہ علیحدہ ہے۔ موجودہ انجیلوں کے لکھنے والے کئی لوگ ہیں۔

جن میں متی ۔ لوقا ۔ مرقس ۔ یوحنا ۔ پطرس ۔ پولوس مشہور عام ہیں ۔

(ک) قرآن کریم کا طرزِ کلام نہایت شستہ ۔ پاکیزہ اور مہذب ہے اس کا کوئی لفظ فحش اور تہذیب سے گرا ہوا نہیں ۔ اور نہ کوئی اس کا جملہ حیا سوز ہے ۔ کیونکہ یہ کلام اللہ ہے ۔ اس کے برعکس بائبل اور وید خلافِ تہذیب اور گندی عبارات سے پُر ہیں ۔ اس لیے کہ یہ انسان کا کلام ہیں ۔ ان میں سے مشتے از خروارے کے طور پر بلا تبصرہ کچھ ہدیۂ ناظرین ہے ۔

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| وید | (۱) | یجروید | ادھیا ۱۹ | منتر ۷۶ |
| | (۲) | " | " ۱۹ | منتر ۷۸ |
| | (۳) | " | " ۲۰ | منتر ۹ |
| | (۴) | " | " ۲۵ | منتر ۷ |

ان حوالجات کے مطالعہ سے آپ کو پتہ چلے گا کہ کس قدر اخلاق سے گری ہوئی زبان استعمال ہوئی ہے ۔ ان کا عورتوں استریوں اور کنیاؤں کے سامنے پڑھنا سخت بے حیائی اور بے شرمی کا مظہر ہے ۔

اب صرف ایک عبارت از تحفۃ الھند ۔ باب پہلا فصل پہلی ص ۹ تا ۱۳

ویدوں کی رو سے ہندو دھرم کا خدا دو طور پر ہے ایک نرگن دوسرا سرگن

نرگن اس وقت ہوتا ہے ۔ جب تمام مخلوقات فنا ہو جاتی ہے

اور سرگن اس وقت ہوتا ہے۔ جب اس کا پیدا کرنے کا ارادہ ہوتا ہے اور مایا کی جنبش ہوتی ہے تو تین گن یعنی رج۔ ست۔ تم۔ اس میں ظاہر ہوتی ہیں۔ رج کی جہت سے برہما کی صورت میں ظاہر ہو کر خلقت کو پیدا کرتا ہے۔ اور ست کی جہت سے بشن کی صورت میں ظاہر ہو کر خلقت کو پالتا ہے۔ اور تم کی رو سے مہادیو کی صورت میں ظاہر ہو کر خلقت کو فنا کرتا ہے۔ تو گویا برہما۔ بشن۔ مہادیو تینوں دیوتے بقول ہندوؤں کے نائب خدا ہیں۔ بلکہ ایک خدا کے تین خدا اور بالکل حاکم اور مختار سارے جہاں کے ہیں۔

مہا بھارت میں لکھا ہے۔ کہ انتری منی کی جورو بہت نیک تھی۔ یہ تینوں یعنی برہما۔ بشن۔ مہادیو اس کے دروازے پر بھیک مانگنے گئے۔ بیچاری بھیک دینے باہر آئی۔ یہ کہنے لگے ہم کیا بھوکے ہیں ہاں اگر ہم کو گھر میں لے جا کر ننگی ہو کر ہم کو کھانا کھلائے تو ہم ٹھہرے رہیں۔ وہ اپنے خصم سے اجازت لے کر ان تینوں کو اپنے گھر میں لے گئی۔ جب کھانا کھلانے لگی۔ ان کے بدن پر پانی چھڑکا۔ یہ تینوں چھوٹے لڑکے بن گئے۔

شو پوران میں لکھا ہے۔ کہ سب سے پہلے بشن کی ناف سے کنول کا پھول نکلا۔ اس سے برہما پیدا ہوا۔ برہما اور بشن آپس میں لڑنے لگے۔ برہما نے کہا۔ تجھ کو میں نے پیدا کیا ہے۔ اور بشن نے کہا تجھ کو میں نے پیدا کیا ہے۔ اتنے میں آسمان سے دھواں پیدا ہوا۔

اس دھوئیں میں سے برہما کو خطاب ہوا۔ تو برہما ہے اور بشن ہے جس کی ناف سے کنول نکلا۔ اور تو پیدا ہوا۔ اب تو خلقت کو پیدا کر۔ جب برہمانے اس دھوئیں کی طرف غور سے دیکھا۔ تو اس میں ایک لنگ نکلا۔ برہما ہنس کی شکل بن کر اس لنگ کی پیمائش کے لئے اوپر کو اڑا۔ بشن سور بن کر پاتال کو گیا۔ دس ہزار سال تک دونوں دوڑے گئے۔ مگر اس لنگ کا انتہا نہ پایا۔ پس برہما نے یہ جان کر کہ میرا پیدا کرنے والا یہی ہے۔ اس وقت لنگ کی پوجا شروع کی جو آج تک ہندوؤں کے شِو والوں میں ہوتی ہے۔

## یہ ہندوؤں کے دیوتا یعنی خدا ہیں

بعض شاستروں میں ان تینوں کی ہجو لکھی ہے۔ چنانچہ پدم پوران میں لکھا ہے:۔

برہما اہنکار یعنی متکبر اور رادیو کا ماتر یعنی شہوتی ہے۔ ایک بشن پوتر یعنی پاک و صاف ہے۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ بشن نے جالندھر دیو کی جورو سے زنا کیا (لونز ایسا ہی ہونا چاہیئے) بقول سانکھ شاستر جہان کا پیدا ہونا خدا سے نہیں بلکہ پر کرتی سے ہے۔ بقول سمانس شاستر کے بھی خدا خالق نہیں بلکہ جہاں کا پیدا ہونا اپنے اعمال سے جانتے ہیں۔ بعض شاستر

جہاں کا پیدا ہونا کال یعنی زمانہ سے ہے۔ غرض خلاصہ اکثر شاستروں کا یہ ہے۔ خدا تعالیٰ خالق کسی چیز کا نہیں

(ہم نے بہت سی عبارت حذف کر دی ہے جو کہ بے حد خلاف تہذیب ہے۔ اگر کسی کو ہندو تہذیب کا مفصل حال درکار ہو تو وہ ہم نے جو اوپر حوالہ دیا ہے۔ اس کتاب تحفۃ الہند مولوی عبیداللہ نو مسلم فیصل کتاب گھر بلاک ۱۱ سرگودھا سے حاصل کر کے مطالعہ کریں۔

# تقدس بائبل بھی ملاحظہ فرمایئے

اصل اقتباسات بلا تبصرہ ۔ نقل کفر کفر نباشد

(بائبل ۔ پیدائش باب ۱۹ سطور ۳۰-۳۶)

(۱) اور لوط صغر سے نکل کر پہاڑ پر جا بسا ۔ اس کی دونوں بیٹیاں اس کے ساتھ تھیں - - - - - - - - - - -

- - - - - - - - - حاملہ ہوئیں۔

(۲) داؤد لوٹا تاکہ اپنے گھرانے کو برکت دے اور ساؤل کی بیٹی میکل داؤد کے استقبال کو نکلی اور کہنے لگی کہ اسرائیل کا بادشاہ کیسا شاندار معلوم ہوتا ہے۔ جس نے آج کے دن اپنے ملازموں کی لونڈیوں کے سامنے اپنے کو برہنہ کیا۔ جیسا کوئی بانکا بے حیائی سے برہنہ ہوتا ہے۔

(۲۔ سموئیل باب ۶ سطر ۲۰،۲۶)

(۴) داؤد نے اوریا کی بیوی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس کے شوہر ۔ ۔ ۔
۔ ۔ مروا دیا (سموئیل ثانی باب ۱۱)

اگر بائبل کی تہذیب کا مزید مطالعہ کرنا ہو ۔ تو چند اور حوالے ذیل میں درج ہیں ۔ ان کو ضرور پڑھئے اور پھر قرآن کریم اور بائبل کا موازنہ کیجئے

(الف) غزل الغزلات ۴ ، باب ۹ - ۱۰ ) و غزل الغزلات باب ۷ سطر ۶ - ۹

(ب) حزقی ایل باب ۲۳ سطر ۱۹ - ۲۱ )

(ج) اگر خدا کا دنگل دیکھنا ہو ۔ تو پیدائش باب ۳۲ ، سطر ۲۴ - ۳۰ کا مطالعہ کیجئے

# پیش گوئیاں

# قرآن مجید میں مستقبل کے متعلق ساٹھ سے زیادہ

پیش گوئیاں موجود ہیں ۔ اسی طرح قرآن مجید نے کئی ماضی کے واقعات جن کے متعلق تاریخ یا بائبل خاموش ہیں ۔ بیان کئے ہیں ۔ یہ حقیقت قرآن کے من جانب اللہ ہونے کی ٹھوس دلیل ہے ۔

ذیل کے واقعات تاریخ نویسوں کی نظر سے اوجھل تھے قرآن حکیم نے انہیں واشگاف کیا اور انہیں منظر عام پہ لایا ۔ دورِ حاضر نے ان کی تصدیق کر دی ہے ۔

(۱) قوم ہود و قوم صالح کا کسی دوسری مقدس کتاب بائبل وغیرہ

میں ذکر نہیں۔ مگر قرآن حکیم نے انہیں بیان کیا ہے۔

(۲) عاد ارم اور عاد اولیٰ کا ذکر بھی صرف قرآن حکیم نے کیا۔

(۳) سیلِ عرم کا عظیم واقعہ صرف قرآن حکیم نے بیان کیا

(۴) فرعون کے غرق ہونے کے بعد مصر پر کچھ عرصہ تک اسرائیلیوں کی حکمرانی کی نشاندہی کی۔

(۵) حضرت مسیحؑ کے کارناموں کا ذکر نہ تاریخ روما الکبریٰ میں ہے نہ یہودیوں کی تحریروں میں ہے۔ صرف قرآن کریم تصدیق کرتا ہے۔

(۶) یہ حقیقت کہ مریم صدیقہؑ کو تثلیث کا ایک اقنوم مانا جاتا تھا۔ مسیحی اسے نہیں مانتے تھے۔ اور نہ انہیں علم تھا۔ قرآن مجید کے اعلان نے کہ جب مسیحی عالموں نے تحقیقات کی تو قرآن کی صداقت کا علم ہوا۔

(۷) خانہ کعبہ کی عمارت کا بطور مسجد سب سے پہلے تعمیر ہونا اہل تاریخ نہیں جانتے تھے۔ اب یہ حقیقت تسلیم کرلی گئی ہے۔ قرآن نے اس کا اعلان کیا۔

قرآن مجید کے اس اعلان نے کہ تمام قوموں میں رسول بھیجے گئے جنہوں نے ان میں تبلیغ کی۔ ان پر حجت قائم کردی۔ پھر قرآنِ عظیم نے نبوت کے سلسلہ کے ختم کردیئے جانے کی خبر دی۔ حضرت مولٰنا و سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرما کر تمام اقوامِ عالم کو وحدتِ ملّی اور اتحادِ کُلّی کی دعوت دی

قرآن حکیم کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی فرمانا ہی تھا۔ کہ یہودیوں۔ عیسائیوں، پارسیوں۔ ہندوؤں، مصریوں اور چینیوں کے دل و زبان پر مہر لگ گئی۔ اس اعلان کے بعد کسی نے کسی کو اکاش بانی کا سننے والا۔ سروش یزدانی سے گفتگو کرنیوالا۔ وحی کا حاصل کرنیوالا تسلیم نہیں کیا۔" قرآن مجید کے اللہ کا کلام ہونے پر یہ بھی زبردست دلیل ہے۔

(۸) فرعون کی لاش کے بچائے جانے کا اعلان قرآن نے کیا۔

# قرآن کریم کا پڑھنا اور اس پر عمل کرنا یا نہ کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مومن قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے۔ وہ مثل سنگترے کے ہے۔ جس کا مزہ اچھا اور بو بھی اچھی۔ اور جو مسلمان قرآن نہیں پڑھتا اور عمل کرتا ہے وہ کھجور کی طرح ہے کہ اس کا مزہ تو اچھا ہے۔ مگر بو کچھ نہیں۔ اور مثال اس منافق کی جو قرآن پڑھتا ہے خوشبو اس کی ریحان کے پھول کی طرح ہے۔ کہ اس کی بو تو اچھی ہے۔ مگر مزہ کڑوا ہے۔ اور مثال اس منافق کی جو قرآن نہیں پڑھتا وہ حنظل یعنی اندرائی کا پھل ہے۔ جس کا مزہ کڑوا اور بو بھی خراب ہے۔

(بخاری شریف)

# بوقتِ تلاوتِ قرآن سکینہ اور نزولِ ملائکہ کا بیان

حضرت اُسَید بن حُضیر رضؓ ایک رات سورۂ بقر پڑھ رہے تھے۔ اور ان کا گھوڑا اُن کے پاس بندھا تھا۔ اچانک گھوڑا بدکنے لگا۔ وہ چپکے ہو رہے تو گھوڑا بھی ٹھہر گیا۔ پھر وہ پڑھنے لگے۔ گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ اس کے بعد ابنِ حضیر رضؓ رک گئے۔ چونکہ اُن کا بیٹا یحییٰ گھوڑے کے قریب سو رہا تھا۔ انہیں ڈر ہوا کہیں گھوڑا انہیں کچل نہ ڈالے جب انہوں نے اپنے لڑکے کو وہاں سے ہٹا لیا۔ اور آسمان کیطرف نظر اٹھائی تو آسمان دکھائی نہ دیا۔ بلکہ ایک ابر جس میں روشنیاں چمک رہی تھیں۔ اوپر اٹھتا ہوا نظر آیا۔ صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر پورا قصہ بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے ابنِ حضیر رضؓ تم برابر پڑھتے رہتے تو اچھا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یحییٰ گھوڑے کے قریب تھا مجھے ڈر لگا کہیں گھوڑا یحییٰ کو کچل نہ دے۔ اس لئے میں یحییٰ کیطرف متوجہ ہو گیا۔ پھر میں نے آسمان کیطرف سر اٹھایا تو ایک عجیب چھتری سی جس میں بہت سے چراغ لگے ہوئے تھے۔ دکھائی دی۔ پھر جب میں باہر نکل آیا تو وہ مجھے نظر نہ آئی۔ آپؐ نے فرمایا مجھے معلوم ہے وہ کیا تھا۔ وہ فرشتے تھے جو تیری آواز سن کر تیرے پاس آ گئے تھے۔ اگر تو صبح تک بیٹھا رہتا تو لوگ انہیں صاف دیکھ لیتے۔

— × —

# ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ

یہ کتاب ایسی ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں

## قرآن مجید اور شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ

۱ - وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

۲ - فاش گویم آنچہ در دل مضمر است
ایں کتابے نیست چیزے دیگر است

ترجمہ:۔ اگر جو کچھ میرے دل میں ہے اعلانیہ ظاہر کر دوں
یہ (قرآن) کوئی کتاب نہیں۔ یہ تو کچھ اور ہی ہے۔
جو کہ نور ہے شرع کا ہو دستور ہے خدا کا

۳ - پیغام شہزادی شرف النساء بزبان اقبالؒ
گفت اگر او را زمن داری خبر
سوئے ایں شمشیر و ایں قرآں نگر

ترجمہ:۔ شہزادی نے کہا۔ اگر اس کو کچھ میری خبر ہے۔ تو
اس تلوار اور اس قرآن کو دیکھ۔ یعنی تلوار سے جہاد کر
اور قرآن پر عمل کر۔

(۴) چیست قرآن خواجہ را پیغامِ مرگ
دستگیر بندۂ بے ساز و برگ

ترجمہ:۔ قرآن کیا ہے۔ خواجہ کے لئے موت کا پیغام ہے۔ بغیر ساز و سامان بے نوا شخص کا سہارا ہے۔

(۵) نقشِ قرآن تا دریں عالم نشست
نقش ہائے کاہن و پاپا شکست

ترجمہ:۔ جب اس دنیا میں قرآن کا سکہ چل پڑا۔ کاہن اور پوپ کے بت ٹوٹ گئے یعنی اُن کے تصورات ختم پڑ گئے

(۶) با مسلماں گفت جاں بر کف بنہ
ہر چہ از حاجت فزوں داری بدہ

ترجمہ:۔ مسلمان کو کہا۔ اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ (اللہ کے راستہ پر نکل کھڑا ہو) جو کچھ (مال) تیرے پاس تیری ضرورت سے زائد ہے۔ اسے اللہ کے نام اور کام کے لئے دے دے

(۷) گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بقرآن زیستن

ترجمہ:۔ اگر تو بطور مسلمان زندہ رہنا چاہتا ہے۔ تو قرآن پر عمل کرنے کے بغیر ناممکن ہے۔

# علامہ اقبالؒ اور قرآنِ مقدس

از صوفی محمد الغنی المنغر

گوہرِ دریائے قرآں سُفتہ ام
شرحِ رمزِ صبغۃ اللہ گفتہ ام
دارم اندر سینہ نورِ لَا اِلٰہ
در شرابِ من سرورِ لَا اِلٰہ
فکرِ من گردوں سیر از فیضِ اوست
جوئے ساحل ناپذیر از فیضِ اوست

یعنی میں نے قرآن کے سمندر سے موتی حاصل کر کے انہیں اپنے کلام میں پرو دیا ہے۔ گویا میرا کلام صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً کے اسرار و رموز کی شرح ہے۔ میرا دل
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے نور سے
منور ہے۔ میری شاعری میں شرابِ معرفتِ قرآن کا سرور ہے۔ میرے فکر کی بلندی قرآن پاک کے فیض کی بدولت ہے۔ اور اسی نے میری شاعری کو بحرِ بیکراں بنا دیا ہے۔"

آپ قرآنِ مقدس کو ایک ایسا آئین اور ضابطۂ حیات قرار دیتے ہیں جو ملتِ اسلامیہ کے ثبات و استحکام اور اقوامِ عالم میں اس کی سربلندی کا ذریعہ ہے۔ فرماتے ہیں:۔

تو ہمی دانی کہ آئینِ تو چیست
زیرِ گردوں سرِّ تمکینِ تو چیست

آں کتابِ زندہ قرآنِ حکیم — حکمتِ او لایزال است و قدیم
نسخۂ اسرارِ تکوینِ حیات — بے ثبات از قوتش گیرد ثبات
؎۱ حرفِ او را ریب نے تبدیل نے — آیہ اش شرمندۂ تاویل نے
پختہ تر سودائے خام از زورِ او — در فتد با سنگ جام از زورِ او
می بَرد پابند و آزاد آورد — صید بنداں را بفریاد آورد
نوعِ انساں را پیامِ آخریں — حاملِ او رحمۃ للعالمین
ارج می گیرد ازو نا ارجمند — بندہ را از سجدہ سازد سربلند
رہزناں از حفظِ او رہبر شدند — از کتابے صاحبِ دفتر شدند
دشت پیمایاں ز تاب یک چراغ — صد تجلی از علوم اندر دماغ
؎۲ آنکہ دوشِ کوہ بارش برنتافت — سطوتِ او زہرۂ گردوں شگافت

بنگر آں سرمایۂ آمالِ ما
گنجد اندر سینۂ اطفالِ ما

ترجمہ:۔ اے مسلمان کیا تو جانتا ہے۔ کہ تیرا آئین اور ضابطۂ حیات جو آسمان کے نیچے پوری کائنات میں تیرے ثبات و استحکام اور سطوت و تمکین کا ضامن ہے۔ کیا ہے؟ سُن وہ ہے کتابِ زندہ قرآنِ حکیم۔ یہ وہ کتاب ہے۔ جس میں بیان کردہ اسرارِ حکمت قدیم اور ناقابلِ ترمیم و تنسیخ

---

؎۱ ذٰلِکَ الْکِتَابُ لَا رَیْبَ فِیْہِ

؎۲ وَلَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ

ہیں۔ یہ تخلیق و تکمیل حیات کا نسخہ کیمیا ہے۔ جس سے کمزور اور بے ثبات افراد و اقوام قوت و توانائی حاصل کرتے ہیں۔ یہ اپنی اصل شکل میں دنیا میں موجود ہے۔ اس کا ایک بھی حرف آج تک نہ تبدیل ہوا ہے نہ ہو گا اس کی آیات تاویل کی محتاج نہیں ہیں۔ اس میں خام کو پختہ بنا دینے کی تاثیر ہے۔ اور دلوں میں اتر جائے تو اس میں وہ قوت ہے۔ کہ شیشے (جیسے نازک اور کمزور) کو سنگ و آہن کے مقابل لا کھڑا کرتا ہے۔ پابند اسے اپنا کر آزادی سے ہمکنار ہو جاتے ہیں۔ اور غلاموں کو جرأتِ فریاد حاصل ہو جاتی ہے۔ نوعِ انسان کے لئے یہ خدا کا آخری پیغام ہے۔ جو خاتم النبیین حضور رحمۃ اللعالمین پر نازل ہوا۔ اور ان کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔ بے حیثیت اور نا قدر افراد و اقوام اس سے عزت وار جمندی حاصل کر سکتی ہیں۔ یہ اپنے حلقہ بگوشوں کو اس سجدے سے آگاہ کرتا ہے۔ جو انہیں پوری کائنات میں سربلندی بخشنے کا ذریعہ ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ رہزن اسے اپنا کر رہبر بن گئے جاہل اور ان پڑھ عربوں کو اس کتاب مقدس نے علوم ظاہری و باطنی میں استاد بنا دیا۔ اور ان صحرا نشینوں کا دماغ اس کی روشنی سے علوم و فنون کا خزینہ بن گیا۔ ہماری اس سے زیادہ خوش قسمتی اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ وہ کلام مقدس کہ پہاڑوں کے کندھے بھی جس کا بوجھ برداشت کرنے سے عاجز تھے۔ اور جس کی ہیبت سے آسمانوں کا پتہ آب آب ہوتا تھا۔ وہ ہمارے بچوں کے سینے میں سما گیا۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا کی حقیقت کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

از یک آئینی مسلمان زندہ است — پیکرِ ملت ز قرآں زندہ است
ما ہمہ خاک و دلِ آگاہ اوست — اعتصامش کن کہ حبل اللہ اوست
چوں گہر در رشتۂ او سفتہ شو
ورنہ مانندِ غبار آشفتہ شو

"یعنی ملتِ اسلامیہ ایک متحدہ اور واحد آئین قرآن مقدس کی بدولت زندہ ہے۔ ملتِ اسلامیہ کے کالبدِ خاکی میں قرآن ایک دل آگاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ حبل اللہ یعنی اللہ کی رسی ہے۔ اور ہماری عظمت و استحکام کا راز اسے مضبوطی سے تھامنے میں مضمر ہے۔ اے مسلمان اللہ کی اس رسی میں اپنے آپ کو موتیوں کی طرح پرو دے۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا۔ تو یاد رکھ برباد ہو جائے گا۔ غبار بن کر فضا میں اسطرح منتشر ہو جائے گا۔ کہ تیرا نام و نشان مٹ جائے گا"۔

کتنے ظالم ہیں وہ لوگ جو کلامِ اقبال کے بعض اشعار کو ان کے سیاق و سباق سے الگ کر کے ان کی دور از کار تاویلات سے علامہ علیہ الرحمتہ کو غیر اسلامی اقتصادی نظریات کا حامی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ آپ قرآن پاک ہی کے سیاسی اقتصادی اور معاشرتی نظام کو بنی نوع انسان کے لئے آخری فلاحی نظام قرار دیتے تھے۔ دیکھئے ذیل کے اشعار میں آپ نے کیسے مؤثر انداز میں خواجگی اور آقائیت۔ سرمایہ پرستی

اور سود سے متعلق قرآنی تعلیمات کا ذکر کیا ہے۔

چیست قرآں خواجہ را پیغامِ مرگ　　دستگیرِ بندۂ بے ساز و برگ
ہیچ خیر از مردکِ زرکش مجو　　لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا
از ربا آخر چہ می زاید فتن　　کس نداند لذتِ قرضِ حسن
از ربا جاں تیرہ دل چوں خشت و سنگ
آدمی درندہ بے دندان و چنگ

یعنی قرآنِ پاک ہی وہ واحد کتاب ہے۔ جو غلامی اور آقائی کے فرق کو دور اور خواجگی کے تصوّر کو ختم کر کے سب انسانوں کو ایک سی بلند سطح پر لا کھڑا کرتا ہے۔ یہ معاشرے میں نادار اور بے ساز و برگ انسانوں کا دستگیر ہے۔ یہ زر اندوزی سے سختی سے منع کرتا ہوا ہمیں تعلیم دیتا ہے۔ کہ "جب تک تم اپنے مال کو حاجتمندوں پر خرچ نہیں کرو گے۔ ہر گز بھلائی کو نہیں پا سکو گے" اور حقیقت یہ ہے کہ زر اندوز شخص سے تو بھلائی کی توقع ہی فضول ہے۔ سود زر اندوزی کی خواہش کا نتیجہ ہے۔ اور یہ فتنوں کو جنم دیتا ہے۔ اسلام نے سود کو حرام قرار دیا ہے۔ اور قرضِ حسنہ کا حکم دیا ہے۔ کاش قرضِ حسنہ کی روحانی لذّت کو لوگ محسوس کر سکتے۔ سود سے تو دل سنگ و آہن کی طرح سخت اور تیرہ و تار ہو جاتا ہے۔ اور آدمی تیز ناخنوں اور دانتوں کے بغیر درندہ بن کر رہ جاتا ہے۔

دوسری جگہ آپ نے حقیقتِ قرآنی کو ان الفاظ میں ظاہر کرتے ہوئے مسلمانوں کو اپنے مسائل نورِ قرآن کی روشنی میں حل کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

فاش گویم آنچہ در دل مضمر است | این کتابے نیست چیزے دیگر است
چوں بجاں در رفت جاں دیگر شود | جاں چو دیگر شد جہاں دیگر شود
مثلِ حق پنہاں وہم پیداست این | زندہ و پایندہ و گویاست این
با مسلماں گفت جاں بر کف بنہ | ہر چہ از حاجت فزوں داری بدہ [۱]

آفریدی شرع و آئینِ دگر
اندکے با نورِ قرآنش نگر

ترجمہ:۔ قرآن پاک کی حقیقت جو کچھ میرا دل محسوس کرتا ہے۔ الفاظ میں اس کا بیان ممکن نہیں۔ یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ کتاب نہیں اور ہی کچھ ہے۔ جب یہ کسی قلب میں اتر جاتا ہے۔ تو روح میں انقلاب برپا کر دیتا ہے اور جب روح پر اس کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ تو انسان دنیا کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔ جس طرح خدا نظر نہیں آتا۔ لیکن اپنی قدرتوں کے ساتھ ہر جگہ موجود ہے۔ اسی طرح قرآنِ پاک ہر زمانے میں زندہ پائندہ اور ناطق ہے۔ مسلمانوں کو اس نے جہاد کی تعلیم دی ہے۔ اور اپنی ضرورت سے زیادہ مال حاجت مندوں کو دے دینے کا حکم دیا ہے۔ اے مسلمان تو نے مسائلِ حیات حل کرنے کے لئے

---

[۱] یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ

اور یہی راہ وآئین اختیار کر رکھا ہے تجھے چاہیئے کہ نورِ قرآن سے اپنے مسائل کو دیکھے۔ اور اسی روشنی میں اُس کا حل ڈھونڈنے کی کوشش کرے۔"

آپ کے کلام کا بہت بڑا حصہ قرآنی افکار و نظریات کی عالمانہ اور فلسفیانہ توضیح پر مشتمل ہے۔ اس کا مختصر طور پر بھی ذکر کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔ آپ کا دعویٰ ہے کہ میں نے ایک لفظ بھی ایسا نہیں لکھا۔ جو قرآنی تعلیمات کے خلاف ہو۔ اپنی مشہور نظم حضور رحمۃ للعالمین میں سرکار رسالتمآب کے حضور عرض پرداز ہیں:۔

؎ گر دلم آئینہ بے جوہر است ۔۔۔ گر بحرفم غیر قرآں مضمر است
روزِ محشر خوار و رسوا کن مرا ۔۔۔ بے نصیب از بوسۂ پا کن مرا

یعنی اگر میرے دل کا آئینہ ایمان و یقین کے جوہر سے خالی ہے اور میرے الفاظ میں قرآن پاک کے علاوہ کوئی اور چیز چھپی ہوئی ہے۔ تو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک میں اس سزا کے لائق ہوں کہ قیامت کے دن مجھے ذلیل و خوار کیا جائے۔ اور مجھے آپؐ کے پائے مبارک کو بوسہ دینے کی سعادت سے محروم کر دیا جائے"!

جس طرح مثنوی مولانا روم کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ پہلوی زبان میں قرآن کی تشریح ہے

مثنوی مولوی معنوی ۔۔۔ ہست قرآں در زبانِ پہلوی

اسی طرح پیر رومی کے اس مرید ہندی یعنی علامہ اقبالؒ کے متعلق یہ دعویٰ بے بنیاد نہیں کہ آپ نے اپنے فکر کی نشوونما میں کوئی ایسا اثر قبول نہیں کیا۔ جس کے صحیح ہونے کی سند قرآنی آیات سے بہم نہ پہنچتی ہو۔

---

# قرآن حکیم اور جسمانی امراض

اگر ایک طرف قرآن کریم روحانی امراض اور اطمینانِ قلب کا شافی اور کافی علاج ہے ۔ تو دوسری طرف جسمانی امراض کے لئے مکمل مداوا ہے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ؒ نے اس سلسلہ میں ایک رسالہ الموسوم بہ 'اعمال قرآنی' تصنیف کیا تھا جو کہ اب بھی موجود ہے ۔ اس میں اکثر عارضوں کا علاج از روئے قرآن کریم درج ہے ۔ قرآن میں لفظ "شفا" بار بار آیا ہے عام طور پر اسے روحانی بیماریوں پر محمول کیا گیا ہے ۔ لیکن جسمانی امراض کو اس سے الگ کرنا درست معلوم نہیں ہوتا ۔ اسی لئے سورۃ فاتحہ کا ایک نام سورۂ شفا بھی ہے ۔ یعنی صحت عطا کرنے والی سورت ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حینِ حیات میں بھی قرآن کی آیاتِ مقدسہ سے امراض کا علاج کیا جانا ثابت ہے ۔ چنانچہ ذیل کی احادیث اس پر روشنی ڈالتی اور اس حقیقت کو ثابت کرتی ہیں ۔

(۱) مسلم شریف سورۂ فاتحہ سے جھاڑ پھونک

حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک مقام پہ ڈیرے ڈالے ہوئے تھے ۔ ہمارے پاس ایک عورت آئی اور کہا ۔ قبیلہ کے سردار کو سانپ نے کاٹ لیا ہے ۔ تم میں سے کوئی منتر

پڑھنے والا ہے۔ ہم میں سے ایک آدمی اُس عورت کے ساتھ ہولیا۔ ہمارا گمان بھی نہ تھا کہ وہ جھاڑ پھونک کرنا جانتا ہے۔ اس نے فاتحۃ الکتاب پڑھ کر دم کر دیا۔ اور مریض اچھا ہو گیا۔ لوگوں نے اس کو بکریاں دیں اور ہمیں دودھ پلایا۔ ہم نے اس شخص سے پوچھا۔ کہ تم خوبی کیسے ساتھ منتر پڑھنا جانتے ہو؟ اس نے کہا کہ میں نے سورۃ فاتحہ کے سوا کوئی منتر نہیں پڑھا۔ میں نے کہا۔ ابھی بکریوں کو حرکت میں نہ لاؤ۔ جب تک ہم آپؐ کی خدمت میں حاضر نہ ہو جائیں۔ چنانچہ ہم نے حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔

آپؐ مسکرائے اور پوچھا تم کو کیونکر معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ سے یہ کام لیا جا سکتا ہے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ بکریاں لے لو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی مقرر کرو۔

## (۲) بیمار پر معوذات پڑھ کر دم کرنا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپؐ کے گھر والوں میں سے کوئی بیمار ہوتا۔ تو آپؐ معوذات پڑھ کر دم فرماتے تھے۔ جب آپؐ اس بیماری میں مبتلا ہوئے۔ جس میں آپؐ نے وفات فرمائی۔ تو میں معوذات پڑھ کر آپؐ پر دم کرتی تھی۔ اور آپؐ کا ہاتھ آپؐ کے چہرۂ مبارک پر پھیرتی تھی۔ اس لئے کہ آپؐ کا ہاتھ میرے ہاتھ سے بابرکت تھا۔

## (۳) حضرت عمر فاروق رض کا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم سے علاج کرنا

موضح القرآن (مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی رح) صفحہ ۴-۵-۶)
قیصرِ روم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا تھا۔ کہ مجھ کو درد سر رہا کرتا ہے۔ تھمتا نہیں کوئی دعا بھیج دو۔"
حضرت عمر رض نے ایک کلاہ اس کو بھیج دی۔ وہ جب کلاہ کو سر پر رکھتا تو درد تھم جاتا جب اتار دیتا۔ درد پھر ہونے لگتا۔ اس کو تعجب ہوا کھول کر دیکھا۔ کلاہ میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لکھا ہوا تھا۔

(۴) حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رح فرماتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے۔
"الفاتحہ شِفاءٌ مِنْ کُلِّ دَاءٍ۔ یہ لفظ عموم خود شامل۔ شفائے ہر دائے قلب قالب کو دے۔ لیکن اعتقاد صحیح وحسن ظن درکار ہے"
شیخ یمینی رح نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ مریض طاعون پر فاتحہ ہمراہ وصل بسم اللہ پڑھو۔ اور اس پر دم کرو۔ چنانچہ ۴۱ بار پڑھ کر دم کیا اللہ تعالیٰ نے شفا دی۔

(۵) چہار مقالہ فارسی زبان کی قدیم ترین نثر کی کتاب ہے۔ اس کا ایک مقالہ طبیبوں پر مشتمل ہے۔ اس میں ایک واقعہ درج کیا گیا ہے۔ جو کہ حقیقت پر مبنی ہے۔ ایک حکیم تھا۔ اس کے پاس ایک شخص آیا اور حکیم کو کہا کہ اس کا ایک عزیز سخت بیمار ہے۔ اس کا علاج کیجئے

حکیم نے اس کے ساتھ جانے سے معذوری کا اظہار کیا۔ مگر کہا کہ دعا کروں گا۔ چنانچہ فجر کی نماز کے بعد حکیم اپنے مکان کی چھت پر اس مریض کے گاؤں کی طرف رُخ کر کے بیٹھ گیا۔ اس نے ۴۱ بار سورۃ فاتحہ پڑھی۔ اور اس کی طرف پڑھ پڑھ کر پھونکتا رہا۔ بعد میں معلوم ہُوا کہ وہ بیمار بالکل تندرست ہو گیا ہے۔

اگر مفصل واقفیت حاصل کرنی ہو۔ تو جیسا کہ قبل ازیں ذکر ہُوا۔ مولٰنا اشرف علیؒ کی مصنّفہ کتاب اعمال قرآنی کا مطالعہ کیجیے۔

(۶) راقم کو شدید بواسیر ہو گئی تھی۔ تمام قسم کے علاج کرائے مگر فائدہ نہ ہُوا بلکہ ایک ڈاکٹر نے یہ کہا۔ کہ ساٹھ سال کی عمر کے بعد اگر بواسیر ہو جائے تو لاعلاج ہوتی ہے۔ ہاں اپریشن سے شاید ٹھیک ہو جائے۔ میں نے اپریشن سے انکار کر دیا۔ ۱۹۶۴ء کی گرمیوں میں مجھے ملتان جانا پڑا۔ القائے ربانی کے تحت میں سارے رستہ قرآن کریم کی تلاوت کرتا رہا۔ جب میں ملتان پہنچا تو معلوم ہُوا کہ بیماری ختم ہو چکی ہے۔ درد اور دکھ بالکل دور ہو گیا ہے۔ مجھے خود تعجب ہُوا۔ ڈاکٹر مذکور سے ملاقات ہوئی۔ وہ سن کر ششدر رہ گیا۔ سات آٹھ سال کی پرانی مرض کس طرح بغیر دوا دارو کے حکم ربی کے تحت دور ہو گئی۔ اور آج تک بالکل شفا ہے۔

لیکن یاد رکھیے۔ قرآنی علاج کے لئے پاکیزگی، طہارت، یکسوئی قلبی پابندی صوم و صلوٰۃ اور رزق حلال کی ازحد ضرورت ہے۔

---

# قرآن اور غیر مسلم مشاہیر

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا

یہ چند اقوال ان مغرب زدہ حضرات کیلئے ہیں۔ جن کے نزدیک کوئی بات اس وقت تک معتبر نہیں۔ جب تک کہ یورپ اور امریکہ کے بڑے لوگ اس کو معتبر و مستند نہ قرار دے لیں۔ چنانچہ اس باب میں بھی قرآن یکتا ملیگا

موریس بکائے ایک فرانسیسی عالم اور سائنسدان کی رائے :-

قرآن کا بلا تنازعہ حقیقت پر مبنی متن الہامی کتب میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے جس کا عہد نامہ عتیق و عہد نامہ جدید مقابلہ نہیں کر سکتے۔ قرآن میں بائبل کیطرح قطعاً کوئی تحریف نہیں ہوئی یہ نبی کی زندگی میں ہی ضبطِ تحریر میں آ چکا تھا۔ ابتک من و عن قائم و دائم ہے قرآن کا ایک لفظ بھی سائنس کے خلاف نہیں۔

مسٹر عمانوئیل ڈی النش۔ قرآن کی روشنی اس وقت یورپ میں نمودار ہوئی جب تاریکی محیط ہو رہی تھی اور اسی سے یونان کی مردہ عقل اور علم کو زندگی مل گئی۔

مسٹر ای ڈی ماریل۔ اسلام کی قوت و طاقت قرآن میں ہے۔ قرآن قانون اساسی ہے اور حقوق کی دستاویز ہے۔

جان جاک رلیسک، جرمنی فلاسفر۔ جب کہ قرآن پیغمبر کی زبان سے منکر سنتے تھے۔ تو بیتاب ہو کر سجدے میں گر پڑتے تھے۔ وہ مسلمان ہو جاتے تھے۔

پروفیسر ای جی براؤن۔ جوں جوں قرآن پر غور کرتا ہوں اور اس کے مفہوم و معانی کو سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میرے دل میں اس کی قدر و منزلت زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ لیکن زند و استا کا مطالعہ بجز ایسی حالتوں کے کہ علم الازمان یا تحقیق لسانی یا اسی قسم دیگر اغراض کیلئے پڑھا جائے طبیعت میں تکان کرتا اور بار خاطر ہو جاتا ہے۔

پروفیسر رینلڈ اے نکلسن۔ قرآن کے اثر سے عربی زبان تمام اسلامی دنیا کی متبرک زبان بن گئی اور قرآن نے دختر کشی کا خاتمہ کر دیا۔

مسٹر بوسورتھ اسمتھ۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دعویٰ ہے کہ قرآن اُن کا مستقل اور دائمی معجزہ ہے اور میں مانتا ہوں کہ واقعی یہ ایک معجزہ ہے۔

مسٹر رچرڈسن۔ غلامی کی مکروہ رسم اٹھانے کے لیئے یہ ضروری ہے کہ ہندو شاستر قرآن سے بدل دیا جائے۔

میجر لیونارڈ۔ قرآن کی تعلیم بہترین ہے اور انسانی دماغوں پر نقش ہو جاتی ہے۔

ڈین سٹینلی:- قرآن کا قانون بے شبہ بائیبل کے قانون سے زیادہ موثر ثابت ہوا ہے۔

ڈاکٹر موریس فرانسیسی:- قرآن کی سب سے بڑی تعریف اس کی فصاحت و بلاغت ہے۔ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے قرآن کو تمام آسمانی کتابوں پر فوقیت ہے۔

ایم جے سیل۔ قرآن کریم بے شبہ عربی زبان کی سب سے بہتر اور سب سے مستند کتاب ہے، کسی انسان کا قلم ایسی معجزانہ کتاب نہیں لکھ سکتا اور یہ مُردوں کو زندہ کرنے سے بڑھا ہوا معجزہ ہے۔

گاڈفری ہگنیس۔ قرآن غریب آدمی کا دوست اور غمخوار ہے۔ بڑے آدمیوں کی ناانصافی کی ہر جگہ مذمت کرتا ہے۔

**ایچ جی ویلز** ۔ قرآن نے مسلمانوں کو ایسی مواخات کے بندھن میں باندھ رکھا ہے ۔ جو نسل اور زبانوں کے فرق کے پابند نہیں ہے ۔

**مسٹر سٹینلی لین پول** :۔ قرآن میں سب کچھ موجود ہے ۔ جو ایک بڑے مذہب میں ہونا چاہیئے ۔ اور جو ایک بزرگ انسان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) میں موجود تھا ۔

**سر اڈورڈ ڈینی سن راس سی آئی ای** ۔ قرآن شریف اس بات کا مستحق ہے ۔ کہ یورپ کے گوشہ گوشہ میں پڑھا جائے ۔

**مسٹر جے ٹی بیٹانی** : قرآن نے بے حد و شمار انسانوں کے اعتقاد اور چال چلن پر نمایاں اثر ڈالا ہے ۔ (اور سائنس کی دنیا نے قرآن کی ضرورت کو اور واضح کر دیا)

**مسٹر لڈلف کریل** :۔ قرآن میں عقائد و اخلاق کا مکمل ضابطہ و قانون موجود ہے ۔ وسیع جمہوریت ، رشد و ہدایت ، انصاف و عدالت ۔ فوجی تنظیم و تربیت اور مالیات اور غربا کی حمایت و ترقی کے اعلیٰ آئین موجود ہیں ۔ اور ان سب باتوں کی بنیاد ذات باری کے اعتقاد پر رکھی گئی ہے ۔

**ریورنڈ جی ایم راڈویل** :۔ قرآن کی تعلیم نے بت پرستی مٹائی جنات اور مادیات کا شرک مٹایا ۔ اللہ کی عبادت قائم کی بچوں کے قتل کی رسم نیست و نابود کر دی ۔

—×—

# احکامِ قرآن کریم

## قرآن کریم نے کن باتوں کا حکم دیا ہے

جس کا عمل ہے بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے
حور و خیام سے گزر بادہ و جام سے گذار

### (۱) آدابِ قرآن

اور جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سُنا کرو اور خاموش رہا کرو۔ تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اور اپنے رب کو اپنے جی میں گڑگڑا کر اور ڈر کر بلا زور سے آواز کے صبح اور شام یاد کیا کرو۔ اور دیکھنا غافل نہ ہونا۔ بلاشبہ جو لوگ آپ کے رب کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت کرنے میں تکبر نہیں کرتے ہیں۔ وہ اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اسی کے لئے سجدہ کرتے ہیں۔ (سورۂ اعراف ۲۰۴)

### (۲) توحید و عبادت کا حکم

اے لوگو! تم اپنے رب کی عبادت کرو۔ جس نے تم کو اور تمہارے پہلوں کو پیدا کیا۔ تا کہ (اس کے عذاب سے بچو) جس نے زمین کو تمہارے لئے فرش اور آسمان کو چھت بنایا۔ اور آسمان سے پانی برسایا۔ پس اس کے ذریعے سے پھل نکالے جو تمہارے لئے رزق کا سامان ہیں۔ تو تم اللہ کا شریک نہ بناؤ حالانکہ تم جانتے ہو۔ اس کا کوئی شریک و ساجھی نہیں ہے (سورۂ بقرہ۔ آیت ۲۱)

(۳) **حلال و حرام**: پس کھاؤ۔ حلال اور پاک رزق میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیا۔ اس نے تم پر مردار اور لہو۔ سور کا گوشت اور وہ چیز جس پر سوائے اللہ کے کسی اور کا نام پکارا جائے حرام کیا۔ (پارہ ۱۴ سورۂ النحل آیت ۱۱۴)

(۴) نماز قائم کرتے رہو۔ اور زکواۃ ادا کرتے رہو۔ اور رکوع کرنیوالوں کے ساتھ رکوع کرتے رہو۔ کیا تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم کرتے ہو اور اپنے کو بھلا دیتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو۔ کیا پھر بھی نہیں سمجھتے۔ نماز اور صبر کے ذریعہ سے مدد چاہو۔ بیشک نماز بھاری ہے۔ مگر خدا ترس لوگوں پر جو یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ اپنے رب سے ملیں گے۔ اور یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ بلا شبہ وہ اس طرف لوٹنے والے ہیں۔ (البقرہ ۴۳)

(۵) **اوقات نماز** : اور نماز قائم رکھئے دن کے دونوں حصّوں میں (صبح سہ پہر، شام) اور رات کو بلاشبہ نیکیاں (نمازیں) برائیوں کو دور کردیتی ہیں۔ یہ یاد کرنیوالوں کے لئے نصیحت ہے۔ اور صبر کیجئے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔ (سورہ ہود ۱۱۴)

(۶) **نماز اور زکواۃ کی تاکید**۔ نماز کو قائم کرو اور زکواۃ ادا کرو۔ اور جو بھی تم نیکی سے اپنی جانوں کے لئے آگے بھیج سکو۔ اس کو تم اللہ کے پاس پاؤگے یقیناً اللہ جو تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے۔ (سورہ بقرہ ۱۱۰)

(۷) **زکواۃ نہ دینے کی سزا**۔ اور جو سونا چاندی جمع کرتے اور اس کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے۔ ان کو دردناک عذاب کی خبر دے دیجئے (سورہ توبہ ۳۴-۳۵)

(۸) **روزہ**۔ تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح تمہارے اگلوں پر فرض کئے گئے تھے۔ (یعنی یہود۔ نصاریٰ وغیرہ امتوں پر) تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔ چند گنتی کے دن ہیں۔ پس جو تم میں بیمار ہو یا سفر

ہیں ہو تو اور دنوں میں گنتی پوری کر لے۔ اور جو مسافر یا مریض روزہ رکھ سکیں اور نہ رکھیں تو ایک فقیر کو بدلہ میں کھانا کھلا دیا کریں۔ پھر جو کوئی شوق سے نیکی کرے۔ (یعنی باوجود معمولی سفر اور مرض کے روزہ رکھ لے) تو یہ اس کے لئے بہتر ہے۔ اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہت اچھا ہے۔ اگر تم اس کا اجر جانتے ہو۔ ماہ رمضان کا وہ مہینہ ہے۔ جس میں یہ قرآن اوّل اوّل اترا۔ لوگوں کے لئے راہنما اور ہدایت کے کھلے نشان اور حق و باطل میں فرق کرنے والا۔ (البقرہ آیت ۱۸۴)

(۹) حج ۔ اور اللہ ہی کے لئے لوگوں پر حج ہے خانہ کعبہ کا جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو (سورہ آل عمران آیت ۹۷)

(۱۰) حج کعبہ اور سعی صفا و مروہ کا حکم ۔ بے شک صفا و مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں تو جو کوئی خانہ کعبہ کے حج یا عمرہ کا قصد کرے تو کوئی حرج نہیں۔ کہ ان دونوں کی سعی (پھیرے) کرے اور جس نے نیکی اپنی خوشی سے کی۔ تو اللہ شکریہ قبول کرنے والے اور جاننے والے ہیں

(سورہ البقرہ ۱۵۸)

(۱۱) حج اور عمرہ کا حکم ۔ اور حج اور عمرہ اللہ کے لئے پورا کرو۔ پس اگر تم راستہ میں روک لئے گئے۔ تو جو ممکن ہو قربانی بھیجو۔ اور اپنے سروں کو مت منڈاؤ۔ یہاں تک کہ قربانی اپنے ٹھکانے پر نہ پہنچ جائے۔ پس جو تم میں مریض ہو۔ یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہے۔ اور اس نے سر منڈا لیا۔ تو اس کے بدلے میں روزے یا خیرات یا قربانی لازم ہے۔ اور کون عمرہ کو حج سے ملا کر

فائدہ لے تو جو آسان ہو۔ تو قربانی پہنچائے۔ سو جو قربانی نہ پائے تو تین دن کے روزے ایام حج میں رکھے۔ اور سات جبکہ تم لوٹ جاؤ۔ یہ دس پورے ہوئے۔ یہ (احکام) اس کے لئے ہیں۔ جس کے اہل وعیال مسجد حرام (مکہ مکرمہ) کے رہنے والے نہ ہوں۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو آگاہ ہو جاؤ۔ اللہ کا عذاب سخت ہے۔

(۱۲) جہاد کا حکم۔ تم اللہ کے راستے میں (قیام امن کے لئے) لڑو۔ ان لوگوں سے جو تم سے لڑتے ہیں۔ اور زیادتی مت کرو۔ خدا زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا ہے اور ان کو قتل کرو جہاں تک تم ان کو پاؤ۔ اور ان کو نکال دو۔ جہاں سے انہوں نے تم کو نکالا ہے۔ فتنہ فساد تو قتل سے بھی زیادہ سخت ہے۔ ہاں مسجد حرام کے پاس ان سے مت لڑو جب تک کہ تم سے وہ نہ لڑیں۔ پس اگر وہ تم کو قتل کریں تو تم بھی ان کو قتل کرو۔ ایسے منکروں کی یہی سزا ہے۔ پھر اگر وہ باز آجائیں۔ تو اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔ ان سے جہاد کرتے رہو۔ یہاں تک کہ فساد مٹ جائے اور دین خالص اللہ ہی کے لئے ہو جائے۔ تو اگر وہ فساد سے باز آجائیں۔ تو ظالموں کے علاوہ کسی پر زیادتی نہیں کرنی چاہیئے۔ حرمت والا مہینہ حرمت والے مہینے کے عوض میں ہے۔ اور حرمتوں کا بدلہ ہے پس جو کوئی تم پر زیادتی کرے۔ تو تم بھی اس پر ویسی ہی زیادتی کرو۔ جیسی کہ اس نے تم پر کی۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ آگاہ ہو۔ اللہ خدا ترس لوگوں کے ساتھ ہے۔ اور اللہ کی راہ

میں (جان اور مال) خرچ کرو۔ (اور بخیلی کر کے) اپنی جانوں کو اپنے ہی ہاتھوں سے ہلاکت میں مت ڈالو۔ نیکی کرو۔ بے شک اللہ نیکی اور سلوک کرنیوالوں کو دوست رکھتا ہے۔ (سورہ البقرہ ۱۹۰)

(۱۳) **مجاہدین کے درجے** ۔ مومنوں میں سے بلا عذر کے بیٹھ جانیوالے اور اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرنے والے برابر نہیں ہو سکتے ہیں۔ اللہ نے فضیلت بخشی ہے۔ مجاہدین کو جو اللہ کے راستہ میں اپنی جانوں اور مالوں سے جہاد کرتے ہیں۔ بیٹھنے والوں پر، درجہ کے لحاظ سے۔ اور ہر ایک سے اللہ کا (اگرچہ) نیک وعدہ ہے۔ لیکن مجاہدین کی غیر مجاہدین پر اجر اور ثواب کے لحاظ سے بڑی فضیلت ہے۔

(سورہ نساء ۔ ۹۶)

(۱۴) **قیامت پر ایمان** ۔ اور ڈرو اس دن سے جبکہ کوئی جان کسی جان کے کچھ بھی کام نہ آئے گی۔ اور نہ اس کے لئے کوئی سفارش سنی جائیگی۔ اور نہ کوئی اس سے بدلہ لیا جائے گا۔ اور نہ ان کی مدد کو کوئی پہنچ سکیگا

(۱۵) **قرض حسنہ کی ترغیب** ۔ کون ہے جو اللہ کو قرضِ حسنہ دے پس اللہ اس کو چند در چند کر کے واپس کرے (سورۃ البقرہ ۲۴۵)

(۱۶) **راہِ خدا میں خرچ کی بزرگی** ۔ اور جو لوگ اپنے مالوں کو اللہ کی رضامندی چاہنے کے لئے اپنے دلی اعتقاد سے خرچ کرتے ہیں۔ ان کی مثال اس باغ کی طرح ہے۔ جو ایک ہموار زمین پر ہو۔ اس پر زور کا پانی برسے تو وہ دگنا پھل لائے۔ اور اگر زور کا پانی نہ برسے تو اس کو شبنم بھی کافی ہو جائے۔ اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ (سورہ بقرہ ۲۶۵)

(۱۷) اتباع رسولؐ کا حکم:۔ فرما دیجئے اگر تم اللہ سے محبت کرنا چاہتے ہو۔
تو میری تابعداری کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا۔ اور تمہارے گناہوں کو
بخش دے گا۔ (سورہ آل عمران ۳۱)

(۱۸) حق خدا اور حقوق عباد۔ اللہ کی عبادت کرو۔ اور اس میں کسی کو
ساجھی نہ بناؤ۔ اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرو۔ اور قرابتداروں
یتیموں۔ مسکینوں۔ قرابتدار پڑوسی۔ اجنبی پڑوسی۔ ہم پہلو دوست۔
مسافر اور غلام کے ساتھ بھی سلوک اور احسان کرو۔ (سورہ نساء ۳۶)

(۱۹) گواہی اور انصاف۔ اے ایماندارو تم انصاف کو قائم کرنیوالے بن جاؤ
اور اللہ کیلئے سچی گواہی دو۔ اگرچہ تمہارے ماں باپ یا قرابتداروں کا نقصان
ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی مالدار یا غریب ہے تو اللہ ان کا زیادہ خیرخواہ ہے۔
پس تم انصاف کرنے میں نفس کی پیروی مت کرو۔ اگر تم زبان دباؤ گے یعنی پیچدار
گواہی دو گے یا گواہی سے منہ چراؤ گے تو خدا تمہارے کاموں سے واقف ہے
(سورہ نساء ۱۳۵)

(۲۰)
پابندی عہد۔ تم لوگ عہدوں کی پابندی کرو۔ (سورہ مائدہ ۱)

(۲۱) اعانت خیر۔ نیکی اور پرہیزگاری پر باہم مدد کیا کرو۔ اور گناہ اور سرکشی پر مدد نہ کرو

(۲۲) گناہ چھوڑ دو۔ اور تم ظاہر میں اور باطن میں سب گناہ چھوڑ دو (سورہ انعام ۱۲۰)

(۲۳) تمہاری بھلائی کس میں ہے:۔ اللہ کی راہ میں ہلکے ہو کر نکلو۔ یا بھاری
ہو کر نکلو اور اللہ کے راستہ میں جہاد کرو۔ اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں
سے یہی تمہاری بھلائی ہے۔ اگر تم جانتے۔ (سورہ توبہ ۳۱)

(۲۴) والدین کے ساتھ حسن سلوک ۔ اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے۔
کہ سوا اس کے اور کسی کی عبادت نہ کرو ۔ اور ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو۔
اور جب تیرے سامنے ان میں کا ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں۔ تو اُن سے
اُف تک نہ کرو ، اور نہ ان کو ڈانٹو ۔ اور ان سے نیک بات کہو ۔ اور
اپنی اطاعت اور محبت و سعادت کے بازو اُن کے لئے بچھا دو ۔ اور
کہو اے میرے رب تو ان دونوں پر اسی طرح شفقت فرما جس طرح
انہوں نے میرے چھٹپنے میں میری تربیت کی اور مجھ پر شفقت فرمائی ہے ۔

(سورہ اسرا ۲۳)

(۲۵) اَلْمُؤمِنُوْن (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے)

یقیناً فلاح پائی ہے ایمان والوں نے جو (۱) اپنی نماز میں اظہار عجز و نیاز کرتے ہیں۔
(۲) فضول باتوں سے دُور رہتے ہیں۔ (۳) زکوٰۃ کے طریقے پر عامل ہوتے ہیں۔
(۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں اور ان عورتوں کے
جو کہ ان کی ملک ہیں ۔ کہ ان پر وہ قابل ملامت نہیں ہیں ۔ البتہ اس کے علاوہ کچھ
اور چاہیں ۔ وہ زیادتی کرنیوالے ہیں ۔ وہ اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمان کا
پاس رکھتے ہیں ۔ (۶) اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں ۔

مومنین کے لئے انعام کا اعلان

یہی وہ لوگ ہیں جو میراث میں فردوس (جنت) پائیں گے ۔ ہمیشہ
اس میں رہیں گے ۔

(پارہ ۱۸ ۔ سورہ المومنون آیات ۱ تا ۱۱)

## (۲۶) اللہ تعالےٰ سے ڈرنے والے لوگ

(۱) بھلائیوں کی طرف دوڑنے والے (۲) اور سبقت کرنیوالے اور انہیں پالینے والے تو درحقیقت وہ لوگ ہیں (۳) جو اپنے رب کے خوف سے ڈرتے ہیں (۴) وہ اپنے رب کی آیات پر ایمان لاتے ہیں (۵) جو اپنے رب کیساتھ کسی کو شریک نہیں لاتے (۶) اور ان کے دل اس خیال سے کانپتے رہتے ہیں کہ ہمیں اپنے رب کیطرف لوٹ جانا ہے۔ (سورۃ المومنون ۵۷ - ۶۱)

## (۲۷) عباد الرحمٰن (اللہ جل جلالہٗ کے بندوں کی نشانیاں)

(۱) وہ زمین پر نرم چال چلتے ہیں (۲) اور جاہل ان کے منہ پر آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام (۳) جو اپنے رب کے حضور سجدہ اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں

(۴) جو دعائیں کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب جہنم کے عذاب سے ہمیں بچالے۔ اس کا عذاب تو جان لیوا ہے۔ وہ تو بڑا ہی برا مستقر اور مقام ہے (۵) جو خرچ کرتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں نہ بخل بلکہ ان کا خرچ دونوں انتہاؤں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتا ہے (۶) اللہ کے سوا کسی اور کو معبود نہیں پکارتے (۷) اور جس جان کو مارنا اللہ نے حرام کیا ہے اسے قتل نہیں کرتے (۸) اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔

یہ کام جو کوئی کرے وہ اپنے گناہ کا بدلہ پائے گا، قیامت کے روز اس کو مکرر عذاب دیا جائے گا اور اس میں وہ ہمیشہ ذلت کے ساتھ پڑا رہے گا۔ الا یہ کہ کوئی توبہ کر چکا ہو اور ایمان لاکر صالح عمل کرنے لگا ہو، ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دیگا وہ بڑا غفور رحیم ہے۔ (۹) جو شخص توبہ کرکے نیک عملی اختیار کرتا ہے۔ وہ تو اللہ کیطرف پلٹ آتا ہے (۱۰) اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں۔ جو جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے۔ اور اگر کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہو جائے تو شریف آدمیوں کیطرح گزر جاتے ہیں۔ (۱۱) جو اپنے رب کی آیات سن کر اندھے اور بہرے بن کر نہیں رہ جاتے (۱۲) جو دعائیں کرتے ہیں کہ ہمارے رب ہمیں اپنی بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے۔ اور ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا یہ ہیں وہ لوگ جو اپنے صبر کا پھل منزل بلند کی شکل میں پائیں گے۔ وہ ہمیشہ وہاں رہینگے کیا ہی اچھا وہ مستقر اور وہ مقام ہے۔ (سورۃ فرقان ۶۳ - ۷۷)

# نعتِ صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمدؐ رحمۃ للعالمین۔ روح السلام آیا ‏— وہ محبوبِ خدا خیر البشر خیر الانام آیا
وہ ختم المرسلیں پیغمبر عالی مقام آیا ‏— وہ مسجودِ ملائک سجدہ ریزوں کا امام آیا
مجسم حق تعالیٰ کا درود آیا سلام آیا ‏— ہر اک عالم کا ہادی، رہبرِ دار السلام آیا
بشارت جس کی عیسیٰ ابن مریم نے سنائی تھی ‏— تمنائے خلیل اللہ کا ہے نقش تمام آیا
حلول و اتحادِ خالقِ اکبر ہے ناممکن ‏— نفخت فیہ من روحی کا، یہ ہے اہتمام آیا
ہر اک پہلا نبی جس کی رہا تکمیل سے قاصر ‏— فلاحِ زندگی کو لیکے قرآنی نظام آیا
دکھا کر ناز سے والشمس اور واللیل کے جلوے ‏— بدلنے کیلئے ارض و سما کے صبح و شام آیا
تصور کر نہ سکتا تھا کوئی کثرت میں وحدت کا ‏— وہ نورِ حق دکھانے کیلئے بالالتزام آیا
شبِ معراج کہتے تھے فرشتے اک بشر دیکھو ‏— ورائے عرش ذاتِ حق سے ہونے ہم کلام آیا
مبارک ہے تو اے بہتر نبیؐ اول و آخر ‏— تو کیا آیا حقیقت میں خدا کا فیضِ عام آیا
تری آمد پہ اے جانِ بہارِ عالمِ امکاں ‏— پڑی ہے دھوم گلہائے جہاں کا حسنِ تام آیا
تو ہے وہ فخرِ موجودات جس پر جاں فدا کرنے ‏— ملائک کا شرف جن و بشر کا احترام آیا
ہمہ رس ہے ترا ایسا مئے عرفاں کا میخانہ ‏— جہاں چاہا وہیں تشنہ لبوں تک تیرا جام آیا
کہا حق نے جو اتممت علیکم نعمتی تجھ کو ‏— ہوئی تجھ پہ نبوت ختم حکمِ اختتام آیا
ترے بعد اب جو آئے مدعی پیغمبر نبوت کا ‏— کہینگے ہم وہ ہے دجالِ کذاب بد کلام آیا

مرے آقا کرم سے اپنے امین کا مداوا کر
ترے در پر یہ اک بدحال ہے تیرا غلام آیا

(سراج الدین امین)

———